

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله و سلام على عباده الذين اصطفى - اَمَّا بعد!

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب ”البيان المختار (فی ما ورد من ابناء) النبی المختار کے نام سے ۱۳۶۵، ۱۳۶۶ ہجری میں شائع کی جن کا مقصد وحید ان داغ دھبوں کو دور کرنا تھا جو اپنوں نے نادانی سے اور اغیار نے بددیانتی سے انبیاء کرام علیہم السلام کی پاک زندگیوں پر لگا دیئے تھے اور خصوصاً نبی اعظم و آخر مصلیٰ علیہ السلام کی سیرۃ طیبہ پر۔ آپ نے جو کچھ بیان کیا وہ آج بھی دیکھا جاسکتا ہے اور سمجھا جاسکتا ہے لیکن آپ کے اکثر معاصرین کو آپ کی یہ تحریر پسند نہ آئی، کیوں؟ اس کی وضاحت آپ کے معاصرین اور ان کی موجودہ ذریت ہی کر سکتی ہے جنہوں نے اپنے وعظوں اور بیانوں میں تو بہت کچھ کیا، کر رہے ہیں لیکن کسی نے قلم اٹھانے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اگر ان کی باتوں میں کچھ جان ہوتی تو وہ اپنا موقف قلم کی نوک پر لے آتے تاکہ قارئین دونوں تحریرات کا تقابل کر لیتے۔

بعد ازیں آپ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر ایک کتاب لکھی جس کا نام عیون زمزم (فی میلاد) عیسیٰ ابن مریم رکھا جو پہلی بار ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی۔ اس کا

شائع ہونا تھا کہ آپ پر معاصرین کے سارے مکاتب فکر کی طرف سے یلغار شروع ہو گئی لیکن یہ وار بھی سٹیج ہی کی حد تک محدود رہا البتہ اس سے آگے جو کچھ ہوا وہ بھی یہی تھا کہ کفر کے فتوؤں کو حرکت میں لایا گیا اور حافظ صاحب مرحوم کو واجب القتل قرار دیا گیا لیکن آپ ان کافر گروں کے فتوؤں میں بالکل تنہا و نہتارہ رہے تھے اور اپنا کام باقاعدگی سے جاری رکھے ہوئے رواں دواں رہے اللہ تعالیٰ کے خاص ہاتھ نے آپ کی حفاظت کی اور ایک مدت تک اشاعت کے کام میں مصروف رہے تا آنکہ آپ کے طبعی انتقال کا وقت آگیا جو ربّ ذوالجلال کی طرف سے مقرر تھا۔

ہم آپ رحمہ اللہ کی اس زندگی پر غور کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے معاصرین نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اور شاید کرتے رہیں گے یہ گزشتہ حالات میں کتنے ہی اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ کیا گیا۔ خلافت راشدہ کے آخری دور میں ہی اس طرح کے واقعات شروع ہو گئے اور تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے ادوار سے ہوتے ہوئے مشہور و معروف چار اماموں کی زندگیوں میں ان کا پَر تو دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ ذرا گہرائی میں ان کی زندگیوں کا مطالعہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ جن لوگوں کے متعلق اُن کے معاصرین نے جتنی زیادہ نفرت پھیلائی جب اُن کا دور گزر گیا تو ان ہی کے نظریات کو زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی۔

دور نہ جائیں ذرا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ہی کی زندگی پر نظر ڈال لیں کہ اُن کے معاصرین نے اُن کے متعلق کیا کچھ بیان کیا کیونکہ آپ کے نظریات بھی موجود ہیں اور معاصرین کی تحریرات بھی۔ امام موصوف رحمہ اللہ کے معاصرین کی تحریرات سے مشتے از خروارے ہم اس جگہ پیش کرنے کی جسارت کر رہے ہیں تاکہ بات واضح ہو جائے اور امام صاحب رحمہ اللہ کا جو مقام ہے وہ آج بھی کسی سے مخفی نہیں۔ امام صاحبؒ کے معاصرین نے جو کچھ بیان کیا اُس کا اور حافظ عنایت اللہ اثری مرحوم کے معاصرین نے جو فتویٰ بازی کی اس کا موازنہ خود کر لیں اور اس سے سمجھ

لیں کہ معاصرین کی مخالفت میں کتنی جان ہے اور امام صاحب کے نظریات کی قبولیت کا کیا حال ہے؟

اس وقت ہم صرف یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ حافظ عنایت اللہ اثری مرحوم کے معاصرین نے امام صاحب رحمہ اللہ کے معاصرین کے ان بیانات سے کیا سبق حاصل کیا؟ کیا وہ امام صاحب کو اس زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں جس سے آپ کے معاصرین نے دیکھنے کی کوشش کی، اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انہوں نے اس سے سبق حاصل کرنے کی کیوں کوشش نہ کی؟ ہمیں افسوس ہے کہ کاش انہوں نے اپنے ہی شیشہ میں اپنا منہ دیکھ لیا ہوتا کہ ان کا منہ فی الواقع کالا ہے یا دوسروں نے سیاہی مل دی ہے۔ پھر ان کو جو حقیقت معلوم ہوتی وہ اس کو بیان کر دیتے اور حافظ عنایت اللہ مرحوم پر سیاہی پھینکنے کی بجائے اپنے داغ دھبے دُور کرتے اور لوگوں کو باور کراتے کہ اللہ کے نیک بندوں سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ حافظ عنایت اللہ اثری مرحوم نے اگر عام روش سے ہٹ کر بات کی ہے تو وہ ان کے نظریات ہیں ہے جن کا عقائد سے کوئی تعلق نہیں اگر وہ صائب الرائے ہیں تو یقیناً وہ مستحق ثواب ہیں اور اگر محظی ہیں تو خلوص نیت ان کی خطا کو محو کر دے گی۔ اگر معاصرین علم رکھتے تھے تو ان کا فرض تھا کہ حافظ صاحب مرحوم کی تحریرات کو تحریری دلائل کے ساتھ رد کر دیتے جس طرح ہوتا چلا آیا ہے تاکہ دونوں طرف کی تحریرات کو دیکھ کر آنے والے خود فیصلہ کر لیتے اور حافظ صاحب مرحوم نے جو کچھ کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ سابقین کی تحریرات کا تحریر میں دلائل کے ساتھ سر توڑا ہے اور کتاب و سنت سے بیان کیا ہے جو کچھ بیان کیا ہے۔

بہر حال ایک بار پھر سن لیجئے اور کان کھول کر سن لیجئے کہ ہمارے دل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اتنی ہی قدر و قیمت ہے جتنی کہ دوسرے تمام اموں کی، ہاں! ہمارا قصور ہے تو صرف اور صرف یہ کہ ہم ان کی تقلید نہیں کرتے جیسا کہ ہم کسی

دوسرے امام کے بھی مقلد نہیں ہیں اور اس رسالہ میں جو گزشتہ لوگوں کے مختلف بیانات قلم بند کیے ہیں جو امام صاحب موصوف کے معاصرین نے تحریر کیے ہیں اور آج بھی ان کی تحریرات میں ان کو دیکھا جاسکتا ہے وہ محض اس لیے تحریر کیے ہیں کہ ہمارے معاصرین اس سے سبق حاصل کریں اور کم از کم شیشہ سامنے رکھ کر اپنا منہ آپ دیکھ لیں اور دوسروں پر طعن و تشنیع سے باز آجائیں ہم امام صاحب رحمہ اللہ کا احترام کرتے ہیں اور آپ کے مقلدین کو احترام کا درس دیتے ہیں جو ہمارے معاصرین ہیں اور اپنے کسی بھی معاصر کے متعلق کوئی ایسی بات تحریر کرنے کے لیے تیار نہیں جو امام صاحب رحمہ اللہ کے معاصرین نے امام صاحب کے متعلق تحریر کی بلکہ اُن کے معاصرین کے بارے میں برملا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسی تحریرات کو چھوڑ کر کوئی اچھا عمل نہیں کیا اس لیے کہ ہر انسان خواہ وہ کوئی ہو، کون ہو اور کیسا ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہے اور اُس نے جو کچھ کیا ہے اُس کا نتیجہ کل آنے والی زندگی میں پالے گا، ہمیں دوسروں کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنی ہی طرف دیکھتے رہنا چاہیے۔

قارئین سے اپیل ہے کہ وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہوں آنے والے پیراگرافوں کو تنقید کی نگاہ سے نہیں بلکہ سبق آموز نگاہوں سے دیکھنے کی کوشش کریں اور سبق حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

(نوٹ) بیان کیے گئے پیراگراف حافظ صاحب مرحوم و مغفور ہی کے نشان زدہ ہیں جو ان کی تحریرات میں موجود ہیں اور اسی مقصد کے لیے ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے۔

عبدالکریم اثری (جامع مسجد اہلحدیث جناح اسٹریٹ، گجرات)

## ① امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو معاصر علماء کا مشورہ

روی الخطیب فی تاریخہ عن ابی یوسف قال قال ابو حنیفۃ لما اردت العلم جعلت اتخیر العلم واسئل عن عواقبہا فقیل لی تعلم القرآن فقلت لعلہ اذا تعلمت القرآن وحفظتہ فما یکون اخرہ قالوا تجلس فی المجلس ویقرأ علیک الصبیان والاحداث ثم لا تلبث ان یشرح منہم من هو احفظ منک او من یساویک فتذهب ریاستک فقلت ان سمعت الحدیث وکتبتہ حتی لم یکن فی الدنیا احفظ منی قالوا اذا کبرت حدثت واجتمع علیک الاحداث والصبیان ثم لم تامن ان تغلط فیرموا باکذب فیصیر عار علیک فی عقبک قلت لا حاجۃ لی هذا ثم قلت اتعلم النحو فقلت اذا تعلمت النحو والعربیۃ ما یکون اخر امری قالوا تقعد معلما فاکثر رزقک دینارا ان الی ثلاثۃ قلت وهذا الا عاقبہ لہ قلت فان نظرت فی الشعر فلم یکن اشعر منی ما یکون امری قالوا تمدح هذا فیہب لک او یحملک علی وابتہ وایخلع علیک خلعة وان حرمک ہجوته فصرت تقذف الحصنات فقلت لا حاجۃ لی فی هذا فقلت فان نظرت فی الکلام ما یکون اخرہ قالوا لا یسلم من ینظر فی الکلام من مشنعات الکلام فیرمی بالزندقۃ قلت فان تعلمت الفقہ قالوا تسئل وتفتی الناس وتطلب للقضاء وان

كنت سائماً قلت ليس لي في العلوم انفع من هذا فلزمت الفقه  
وتعلمته

”بقول طحاوی ص : ۳۵ و ۳۶ ابو یوسف کی زبانی امام ابو حنیفہؒ کا خود اپنا بیان ہے کہ مجھے تحصیل علم کا شوق ہوا تو میں نے واقف کاروں سے مشورہ طلب کیا کہ میں کونسا علم پڑھوں۔ جواب ملا کہ قرآن مجید سیکھو۔ میں نے کہا کہ اچھا اگر میں قرآن مجید سیکھ لوں اور اسے حفظ بھی کر لوں تو پھر آخر اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ جواب ملا کہ جب کسی مکتب اور مدرسہ میں بیٹھ کر لڑکوں اور نوجوانوں کو پڑھاؤ گے تو کچھ عرصہ کے بعد ان شاگردوں میں سے کوئی طالب علم تم سے بڑھ کر یا کم از کم تمہارے مثل حافظ ہو جائے گا تو بس پھر تمہاری سرداری جاتی رہے گی۔ میں نے کہا کہ اگر میں حدیث سنوں اور لکھوں اور اس میں ایسا کمال حاصل کروں کہ سب سے بڑھ کر محدث بن جاؤں تو پھر کیا نتیجہ ہو گا۔ جواب ملا کہ جب تم لڑکوں اور نوجوان شاگردوں کو حدیث پڑھاتے پڑھاتے عمر رسیدہ ہو جاؤ گے تو پھر بھول کی وجہ سے تم سے اغلاط ضرور ہوں گے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ تم پر جرح اور کذب گوئی کا طعن ہو گا جو تم کو آخر ناگوار گزرے گا۔ میں نے کہا غیر پسندیدہ انجام کی وجہ سے اس علم کی مجھے کچھ ضرورت نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر علم نحو اور عربیت سیکھوں تو کیا نتیجہ ہو گا۔ جواب ملا کہ تقریباً چھ ساتھ روپیہ پر کہیں معلم ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ اس میں بھی کچھ فائدہ نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر میں فن شاعری سیکھوں اور اس میں کمال حاصل کروں تو کیا نتیجہ ہو گا۔ جواب ملا کہ جس کی تعریف کرو گے وہ تمہیں انعام دے گا اور اگر نہیں دے گا تو تم اس کی ہجو کرو گے اور بے گناہوں پر الزام لگا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرو گے۔ میں نے کہا کہ اس کی بھی مجھ کو کچھ ضرورت نہیں۔ پھر خیال ہوا کہ علم کلام (منطق فلسفہ) سیکھوں۔ دریافت کرنے پر لوگوں نے جواب دیا کہ اس علم کا سیکھنے والا ناقص اور بے ہودہ باتوں سے ہرگز نہیں بچ سکتا، آخر کار لوگوں میں زندیق مشہور ہو جاتا ہے۔ پھر خیال ہوا کہ فقہ سیکھوں۔ دریافت کرنے پر جواب ملا کہ اگر فقہ سیکھو گے تو تم سے مسائل پوچھے جائیں گے اور دور و دراز سے فتوے طلب کئے جائیں گے۔ گو تم بچنے کی کوشش کرو گے مگر تمہیں قاضی اور مفتی بنا دیا جاوے گا۔ بس میں سمجھ گیا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی علم میرے لئے زیادہ مفید نہیں۔ پس میں نے علم فقہ پڑھنا شروع کر دیا اور خوب سیکھا۔“ (ذکرہ السیوطی ایضاً فی التبیین)

## ② امام ابو حنیفہؒ اور حجام

حکى و کيع قال قال ابو حنیفة النعمان بن ثابت اخطات فى خمسة ابواب من المناسك بمكة فعلمنيها حجام وذلك انى اردت ان احلق راسى فقال لى اعرابى انت قلت نعم و كنت قد قلت له بكم تحلق راسى فقال النسك لا يشارط فيه اجلس فجلست منحرفا عن القبلة فاو ما الى باستقبال القبلة و اردت ان احلق راسى من الجانب الا يسر فقال اور شقك الايمن من راسك فادرته وجعل يحلق راسى وانا ساكت فقال لى كبر فجعلت اكبر حتى قمت لاذهب فقال اين تريد قلت رحلى فقال صل ركعتين ثم امض فقلت ما ينبغى ان يكون هذا من مثل هذا الحجام الا ومعه علم فقلت من اين لك ما رايتك امرتنى به فقال رايت عطاء بن ابى رباح يفعل هذا

(تاریخ ابن خلکان جلد اول ص : ۳۱۸، تاریخ صغیر بخاری ص : ۵۸)

”امام وکیع اور حمیدی فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کا خود اپنا بیان ہے کہ مناسک حج میں مجھ سے پانچ غلطیوں کا ارتکاب ہوا جن کا تذکرہ یوں ہے کہ میں نے حجام سے دریافت کیا کہ میری حجامت کا کیا لے گا تو اس نے جواب میں کہا کہ کیا تو دیہاتی ہے؟ میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں دیہاتی ہوں۔ کہا کہ اچھا بیٹھ جا میں حجامت بناؤں۔ جب میں قبلہ سے منہ موڑ بیٹھا تو کہا کہ قبل رخ ہو کر بیٹھو۔ پھر جب میں قبلہ رخ بیٹھ کر بائیں جانب سے حجامت بنوانے لگا تو حجام نے کہا کہ نہیں پہلے دائیں طرف سے حجامت بنوانی چاہئے۔ خیر جب میں حسب ارشاد مگر خاموش ہو کر حجامت بنوانے لگا تو حجام نے کہا کہ خاموش کیوں نکبیریں پڑھتا رہ۔ فارغ ہو کر جب میں جانے لگا تو کہا کہ کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا اپنے ڈیرہ کو جاتا ہوں۔ کہا کہ نہیں پہلے دو رکعتیں پڑھ پھر جانا۔ اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ ایسے حجام سے تو بس وہی کام لے سکتا ہے جو علم میں اس کے برابر ہو۔ میں نے دریافت کیا کہ ایا مسئلہ کا کما ثبوت ہے جو تو نے مجھ کو سکھائے ہر؟ کہا کہ میرے

عطاء بن ابی رباح کو یہ سب کام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(ایضاً فتاویٰ قاضی خان جلد چہارم باب یکرہ من الثیاب)

امام حمیدی فرماتے ہیں کہ :

فرجل لیس عندہ سنن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا اصحابہ فی المناسک وغیرہا کیف یقلد احکام اللہ فی

الموارث والفرائض والزکوۃ والصلوۃ وامور الاسلام

”بھلا جس کو مناسک حج کے معمولی مسائل بھی یاد نہ ہوں وہ نماز اور زکوٰۃ اور توریث و دیگر امور اسلام میں کیونکر قابل تقلید ہو سکتا ہے۔“ (تاریخ صغیر)

### ③ امام ابو حنیفہؒ اور ایک سائل

امام محمد بن نصر قیام اللیل کے ص : ۱۱۵ پر فرماتے ہیں کہ :

کان ابو حنیفۃ یوجب الوتر بلغنی ان رجلاً جاءہ فقال لہ اخبرنی عن عدد الصلوۃ المفروضات فی الیوم واللیلۃ کم ہی فقال خمس صلوات فقال لہ فقام فقول فی الوتر اھی فریضۃ ام لا فقال فریضۃ فقال لہ کم عدد الصلوۃ المفروضات قال خمس صلوات فقال عدھن فعد الفجر والظھر والعصر والمغرب والعشاء فقال لہ الوتر هو فریضۃ اور سنة فقال فریضۃ فقال لہ فکم الصلوۃ فقال خمس صلوات قال انت لا تحسن الحساب فقام وذهب

”امام ابو حنیفہؒ کے پاس ایک سائل آیا اور دریافت کیا کہ کیا نماز وتر سنت ہے۔ چونکہ ابو حنیفہؒ و تروں کو واجب کہتے تھے اس لئے صاف جواب دیا کہ نہیں بلکہ وتر تو واجب ہے۔ سائل نے کہا کہ اچھا دن رات میں کتنی نمازیں واجب ہیں۔ جواب دیا پانچ۔ سائل نے کہا کہ پھر و تروں کی بابت کیا ارشاد ہے۔ کہا کہ وتر واجب۔ جب سائل نے پھر دریافت کیا کہ دن رات میں نمازیں کتنی واجب ہیں مگر اب کی دفعہ مہربانی فرما کر ذرا گن کر بتائیے گا۔ جواب دیا کہ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ ہر دن رات میں صرف یہی پانچ

نمازیں واجب ہیں اور بس۔ سائل نے کہا کہ بہت ٹھیک مگرو تروں کی بابت کیا خیال ہے۔  
 کہا کہ وتر واجب۔ سائل جواب سن کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ ابو حنیفہ علم حساب سے بھی  
 واقف نہیں ”گنتا تو پانچ ہے اور بتاتا چھ ہے۔“

## ④ امام ابو حنیفہ اور زفر رحمۃ اللہ علیہ بن ہذیل کی شادی

علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی قابل قدر کتاب ذیل المذیل ص : ۱۰۳ میں  
 ناقل ہیں کہ :

قال سليمان وحدثني عمرو بن سليمان العطار قال كنت  
 بالكوفة اجالس ابا حنيفة فتزوج زفر فحضره ابو حنيفة فقال له  
 تكلم فخطب فقال في خطبته هذا زفر بن الهذيل وهو امام من  
 ائمة المسلمين وعلم من اعلامهم في حربه وشرفه وعلمه  
 فقال بعض قومه ما يسرنا ان غير ابى حنيفة خطب حين ذكر  
 خصاله ومدحه وكره ذلك بعض قومه وقالوا له حضر بنو اعمك  
 واشراف قومك وتسال ابا حنيفة يخطب فقال له حضرا بي  
 قدمت ابا حنيفة عليه

”ابو حنیفہؒ اپنے شاگرد زفرؒ کی شادی میں شریک ہوئے۔ زفرؒ نے کہا کہ استاد صاحب مہربانی  
 فرما کر آپ ہی خطبہ پڑھئے گا۔ کہا کہ بہت اچھا جب خطبہ شروع ہوا تو اثنائے خطبہ میں زفر  
 کی مدح سرائی کرتے رہے۔ یوں کہا کہ زفر مسلمانوں کا امام ہے، علمبردار ہے، حسب و  
 نسب و علم و شرافت میں ممتاز ہے۔ گو بعض خوش عقیدہ لوگوں نے ان مدحی کلمات کو اچھا  
 سمجھا لیکن دانشمندوں نے صاف کہہ دیا کہ خطبہ میں ان مدحی کلمات کی کیا ضرورت تھی۔  
 اگر زفر کے خاندان میں سے کوئی واقف کار معزز خطبہ پڑھتا تو بہت اچھا ہوتا۔ زفر نے کہا  
 کہ اگر میرا باپ ہوتا تو بھی میں ابو حنیفہ سے ہی خطبہ پڑھواتا۔“

## ⑤ ابو یوسف اور امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ

حیوة الحيوان ص : ۱۲۳ اور ابن خلکان ص : ۳۰۵ میں ہے کہ :

مضى ابو يوسف ليستمع المغازى من محمد بن اسحاق او من غيره اخل بمجلس ابحنيفة اياماً فلما اتاه قال له ابوحنيفة يا ابا يوسف من كان صاحب راية جالوت فقال له ابى يوسف انك امام وان لم تمسك عن هذا سالك والله على روس الملاء ايما كان اولاً وقعة بدر او واحد فانك لا تدري ايهما كان قبل الاخر (وزاد الدميرى وهى اهون مسال التاريخ) فامسك عنه

”امام ابو يوسف“ امام ابو حنیفہؒ کے درس سے غائب ہو کر چند روز تک محمد بن اسحاقؒ کی خدمت میں بغرض تحصیل علم تاریخ غزوات حاضر ہوتا رہا ایک روز امام ابو حنیفہؒ نے دریافت کیا کہ بتاؤ کہ جالوت کے جھنڈے کا علمبردار کون تھا۔ ابو یوسفؒ نے جواب دیا کہ صاحب آپ امام اعظم ہیں اس قسم کے تاریخی مضامین اور معرکہ آراء علمی مسئلوں میں مداخلت آپ کی شان کے شایاں نہیں مہربانی فرما کر آپ اپنی امامت عظمیٰ کو سنبھالے رہیں ورنہ اگر میں بر مجلس آپ سے کوئی معمولی سے معمولی سوال بھی کر بیٹھا تو آپ کو بڑی مشکل ہوگی کیونکہ میں آپ کی علمیت سے خوب واقف ہوں کہ آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ جنگ بدر پہلے ہے یا احد پہلے ہے۔“

نیز ابن خلکان میں ابو یوسف کے ترجمہ میں یہ بھی لکھا ہے :

ان العلم ينفع دنيا وديناً وترحم على ابى حنيفة وقال كان ينظر بعين عقله ما لا ينظر بعين راسه

## ⑥ امام جعفر صادق اور امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہما

حیوة الحیوان ص : ۱۲۳ اور اعلام الموقعین ص : ۳۰۵ میں ہے کہ :

قال دخلت انا وابوحنيفة على جعفر بن محمد بن الحنفية عليه و كنت له صديقاً ثم اقبلت على جعفر وقلت متع الله بك هذا رجل من اهل العراق وله فقه وعقل فقال جعفر لعله الذى يقيس الدين برايه ثم اقبل على فقال اهو النعمان فقال له وابوحنيفة

نعم اصلحك الله فقال له جعفر اتق الله ولا تقس الدين برأيك فان  
 اول من قاس ابليس اذ امر الله بالسجود لادم فقال انا خير منه  
 خفقتني من نار وخلقته من طين ثم قال لا بحنيفة اخبرني عن  
 كلمة اولها شرك وآخرها ايمان فقال لا ادري قال جعفر هي لا  
 اله الا الله فلو قال لا اله ثم امسك كان مشركاً فهذا كلمة اولها  
 شرك وآخرها ايمان ثم قال له ويحك ايهما اعظم عند الله قتل  
 النفس التي حرم الله او الزنا قال بل قتل النفس فقال له جعفر ان  
 الله قدر لك في قتل النفس شاهدين ولم يقبل في الزنا الا اربعة  
 فكيف يقوم لك قياس ثم ايهما اعظم عند الله الصوم او الصلوة  
 قال بل الصلوة قال فما بال المرأة اذا حاضت تقضى الصيام ولا  
 تقضى الصلوة اتق الله يا عبد الله ولا تقس فاننا نقف غداً نحن  
 وانت بين يدي الله فنقول قال الله عز وجل قال رسول الله صلى  
 الله عليه وسلم تقول انت واصحابك قسنا وراينا فيفعل الله بنا  
 وبكم ما يشاء

”ابن شبرمہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ میرے ہمراہ ہو کر امام جعفر صادقؒ کی ملاقات کو گئے وہاں  
 پہنچ کر پہلے میں نے تعارف کرایا کہ یہ صاحب عراق کے بہت بڑے مشہور فقیہہ اور امام  
 اعظم ہیں۔ فرمایا کہ شاید یہ نعمان بن ثابتؒ ہے جو دین میں رائے و قیاس سے کام لیتا  
 ہے۔ امام ابو حنیفہؒ بولے کہ ہاں میں وہی ہوں۔ فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ایسا کون سا کلمہ ہے  
 جسکا شروع شرک اور خاتمہ توحید پر ہو۔ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا کہ سن  
 میں تجھے بتاؤں وہ لا الہ الا اللہ ہے کہ اگر کوئی استثناء کا انکار کرتا ہوا صرف لا الہ کہہ کر  
 خاموش ہو جائے تو مشرک سمجھا جائے گا ہاں جب آخری جملہ الا اللہ کہے گا تو موحد ہو گا۔  
 پھر دریافت فرمایا کہ اچھا بتاؤ قتل اعظم ہے یا زنا۔ کہا کہ قتل۔ فرمایا یہ قیاس کے بالکل  
 خلاف ہے کیونکہ قتل دو گواہوں سے ثابت ہو سکتا ہے مگر زنا چار گواہوں کے بغیر ہرگز  
 ثابت نہیں ہوتا۔ پھر پوچھا کہ نماز اعظم ہے یا روزہ کہا کہ نماز۔ فرمایا کہ یہ بھی قیاس کے

خلاف ہے کیونکہ حائضہ نماز کی قضا نہیں کرتی مگر روزہ کی قضا اس پر ضرور واجب ہے۔  
اب بتائیے امام اعظم صاحب آپ کا قیاس کہاں گیا، خدا را تم قیاس کو چھوڑ دو کیونکہ دین  
میں رائے قیاس کو کچھ دخل نہیں۔ نص کے مقابلہ پر سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا  
تھا جو گمراہ ہو کر درگاہ الہی سے مردود ہو گیا۔ قیامت کے دن جب ہم لوگ خدائی عدالت  
میں حاضر ہوں گے تو ہمارے دفتروں میں صرف قال اللہ اور قال الرسول ہو گا اور آپ  
کے دفتر رائے و قیاس سے مملو ہوں گے پھر معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہو گا جیسے چاہے گا  
محاسبہ ہو گا۔

### ⑤ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ رحمہما اللہ

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری اپنی قابل قدر کتاب ذیل المذیل ص: ۱۰۳ میں  
امام شافعیؒ سے ناقل ہیں کہ:

حدثنا احمد بن خالد الخلال قال سمعت الشافعی يقول سئل  
مالك يومًا عن البتّي فقال كان رجلاً مقاربًا وعن ابن شبرمة فقال  
كان رجلاً مقاربًا ربّا قيل وا ابو حنيفة قال لو جاء الى ساطينكم  
هذه وقايسكم لجعلها من خشب

”امام مالکؒ نے فرمایا کہ بتی اور ابن شبرمہ دونوں لائق اور قابل تعریف ہیں رہا ابو حنیفہؒ  
سو وہ رائے و قیاس کے حدود سے اس قدر متجاوز ہو گیا ہے کہ اگر لوہے کو لکڑی کہہ  
دے تو ثابت کر دکھائے گا۔“

### ⑧ امام ابو حنیفہؒ اور حکم بن واقد

کتاب مذکور کے صفحہ مذکور پر حکم بن واقد سے منقول ہے کہ:

حدثني عبد الله بن احمد بن شبرمة قال حدثني ابي قال حدثني  
علي بن الحسين بن واقد عن عمه الحكم بن واقد قال رايت  
ابا حنيفة يفتي من اولى النهار الى ان تعالى النهار فلما خف عنه  
الناس ونوت منه فقلت يا ابا حنيفة لو ان ابا بكر وعمر في

مجلسنا هذا ثم ورد عليهما ما ورد عليك من هذه المسائل  
المشكلة لكفا عن بعض الجواب ووقفنا عنده فنظر الى وقال  
محموم انت

”میں نے امام ابو حنیفہؒ کو دیکھا کہ صبح سے تقریباً دس گیارہ بجے تک مختلف فتووں اور  
سوالوں کا جواب دیتے رہے جب لوگوں کا ازدحام کم ہوا تو میں نے قریب ہو کے چپکے  
سے کان میں کہہ دیا کہ آج تو آپ نے بڑے بڑے مشکل اور لائخل مسئلوں کو ایک چٹکی  
میں حل کر دیا ہے اگر آج ابو بکر و عمر ہوتے تو غالباً کئی ایک مسئلے ان سے بھی حل نہ  
ہوتے اور انہیں بعض موقعوں پر بحکم الہی ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ ضرور خاموش  
ہونا پڑتا۔ ابو حنیفہؒ میری یہ بات سن کر کچھ رنجیدہ ہوئے اور کہا کہ تیری طبیعت درست  
نہیں۔“

## ⑨ امام ابو حنیفہؒ اور امام سفیان بن عیینہؒ رحمۃ اللہ علیہما

کتاب مذکور کے صفحہ مذکور پر یہ بھی مرقوم ہے کہ :

قال ابراهيم بن بشار الرماوى قال ابن عيينة ما رايت احداً اجرا  
على الله من ابى حنيفة اتاه رجل من اهل خراسان بمائة الف  
مسئلة فقال انى يدان اسالك عنها فقال هاتها قال سفیان فهل  
رايتم اجراء على الله من هذا

”سفیان بن عیینہؒ نے بیان کیا کہ ابو حنیفہؒ کا حال دیکھو خراسان سے ایک شخص آیا اور کہا  
مجھے ایک لاکھ مسئلوں کی تحقیق مطلوب ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے جھٹ سے بے تامل کہہ دیا  
کہ اچھا پوچھو میں ابھی سب مسئلوں کو حل کر دیتا ہوں۔“ حالانکہ قرآن کریم کا یہ حکم  
موجود ہے کہ : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الآیہ]

امام ذہبی میزان ص : ۶۱۲ میں انہیں سفیان بن عیینہؒ سے ناقل ہیں کہ :

عالم بالعلم ليس بعالم بالله ابو يوسف واستاذہ  
”ابو یوسف اور اس کا استاذ ابو حنیفہؒ دونوں رائے و قیاس سے تو البتہ واقف ہیں مگر ہاں  
کتاب اللہ کو نہیں جانتے۔“

## ⑩ امام محمد بن نصر مروزی اور امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہما

امام محمد بن نصر مروزیؒ اپنی قابل قدر کتاب قیام اللیل کے ص: ۱۲۳ پر وتروں کے متعلق امام ابو حنیفہؒ کا قول درج فرما کر بایں طور پر مسترد فرماتے ہیں کہ:

وقوله هذا خلاف للاخبار الثابتة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه وخلاف لما اجمع عليه اهل العلم وانما اتى من قلة معرفة بالاخبار وقلة مجالسته للعلماء

”ابو حنیفہؒ کا یہ فتویٰ احادیث مرفوعہ ثابت شدہ کے بالکل صریح خلاف ہونے کے علاوہ اجماع جملہ علماء اُمت کے بھی خلاف ہے وجہ اس کی یہ کہ نہ تو وہ علم حدیث سے واقف ہیں اور نہ علماء حدیث کے صحبت یافتہ پھر آپ کے بیان کردہ مسئلوں میں اصابت کہاں۔“

## ⑪ امام عبد اللہ بن مبارک اور امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہما

مخفی نہ رہے کہ یہ عبد اللہ بن مبارکؒ ایک بہت بڑے فاضل اجل اور جید عالم ہیں جنہوں نے تحصیل علم حدیث میں دور دراز ملکوں کا دورہ کیا اور علم حدیث کو مختلف اساتذہ سے بکمال جانفشانی حاصل کیا۔ چنانچہ سنن نسائی کتاب الاشریہ ص ۱۹۳ میں ہے کہ:

حدثنا عبید اللہ بن سعید قال سمعت ابا اسامة يقول ما رايت اطلب للعلم من عبد الله بن المبارك الشامات ومصر واليمن والحجاز۔

”عبد اللہ بن مبارکؒ نے طلب حدیث میں بلاد شامیہ اور مصر و یمن مکہ و مدینہ اور طائف تک سفر کیا۔“

یہ ماہر فن اور حافظ حدیث فرماتے ہیں کہ:

كان ابو حنيفة رحمه الله تعالى يتيماً في الحديث

”ابو حنیفہ بے چارے علم حدیث میں یتیم تھے۔“

## ⑫ امام ابو حنیفہ کے تقاصر علمی پر محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

### کا حلفیہ بیان

تاریخ ابن خلکان میں امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ :

”قال الشافعی قال لی محمد بن الحسن ایہما اعلم صاحبنا ام صاحبکم یعنی ابا حنیفہ و مالکؒ قال قلت علی الانصاف قال نعم قلت ناشدتک اللہ من اعلم بالقرآن صاحبنا ام صاحبکم قال اللہم صاحبکم قال قلت ناشدتک اللہ من اعلم باقاویل الصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتقدمین صاحبنا ام صاحبکم قال اللہم صاحبکم قال الشافعی فلم یبق الا القیاس والقیاس لا یكون الا علی هذه الاشیاء فعلى ای شیء نقیس

”امام ابو حنیفہ کے شاگرد محمد بن حسنؒ نے مجھ سے دریافت کیا کہ امام ابو حنیفہؒ زیادہ عالم تھے یا امام مالکؒ۔ میں نے کہا کہ انصافاً پوچھتے ہو۔ کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ اچھا میں تمہیں کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ ان دونوں میں سے قرآنی علوم میں کون قابل تھا؟ محمد بن حسنؒ نے جواب دیا کہ قرآنی علوم میں تو بیشک امام مالکؒ ہی قابل تھے۔ میں نے کہا کہ اچھا حلفیہ بتاؤ کہ حدیث داں کون تھا؟ محمد بن حسنؒ نے جواب دیا کہ علم حدیث میں بھی امام مالکؒ ہی قابل تھے۔ میں نے کہا کہ اچھا فتاویٰ صحابہ پر زیادہ تر کس کو عبور تھا؟ محمد بن حسنؒ نے جواب دیا کہ بے شک اقاویل صحابہ پر بھی امام مالکؒ ہی زیادہ تر محیط تھے۔ میں نے کہا کہ اب باقی رہا کیا۔ صرف رائے و قیاس جس پر تم لوگوں کو بہت بڑا فخر اور ناز ہے سو وہ قرآن و حدیث و اقاویل صحابہؓ پر موقوف ہے۔ جب تمہارا حلفیہ اقرار ہے کہ امام مالکؒ کے مقابلہ میں امام ابو حنیفہؒ ان علوم سے واقف نہیں تو پھر قیاس کس پر۔“

## ⑬ امام ابو یوسف اور امام مالک کے مکالمہ میں امام ابو حنیفہ

## رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

امام ابو حنیفہؒ وغیرہ اہل عراق کے نزدیک صاع جو ایک پیمانہ ہے پورے آٹھ رطلوں کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ :

الصاع عند ابی حنیفۃ ومحمد ثمانیۃ ارطال

اور امام مالکؒ وغیرہ اہل حجاز کا صاع تہائی اوپر پانچ رطلوں کا ہوتا ہے چنانچہ قاموس میں ہے کہ :

یکال بہ ویدور علیہ احکام المسلمین وهو اربعة امداد کل مد

رطل وثلاث

”جس صاع پر مسلمانوں کے احکام مبنی ہیں وہ کچھ اوپر پانچ رطلوں کا ہوتا ہے۔“

اور سنن نسائی وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

المکیال مکیال اهل المدينة

”پیمانہ مدینہ والوں کا معتبر ہے۔“

قال الدارقطنی فی السنن حدثنا محمد بن مخلد حدثنا احمد

بن محمد بن نصر بن الاشقر ابوبکر ثنا عمران بن موسی الطائی

بمکة ثنا اسماعیل بن سعید الخراسانی ثنا اسحاق بن سلیمان

الرازی قال قلت لمالك بن انس یا ابا عبد اللہ کم وزن صاع

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمسة ارطال وثلاث بالعراق انا

حررتہ قلت یا ابا عبد اللہ خالفت شیخ القوام قال من هو اقلت

ابو حنیفۃ یقول ثمانیۃ ارطال فغضب غضباً شديداً وقال قاتله اللہ

ما اجراه علی اللہ ثم قال لبعض جلسائه یا فلان هات صاع جدد

ویا فلان هات صاع عمک ویای فلان هات صاع جدتک قال

اسحاق فاجتمعت اصع فقال مالک ما تحفظون فی هذه فقال

هذا حدثني ابي عن ابيه انه قال يودى بهذا الصاع الى رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم وقال الاخر حدثني ابي عن اخيه عنه كان  
 يودى بهذه الصاع الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال  
 الاخر حدثني ابي عن امه انها ادت بهذا الصاع الى رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم قال مالك انا حررت هذه فوجدتها خمسة  
 ارطال وثلاث الحديث ص : ۲۲۵ قال الشوكاني في النيل  
 مشرّحاً لهذه الرواية ما نصه هذه القصة مشهورة اخرجها ايضاً  
 البيهقي باسناد جيد وقال النواب في البنيان المخصوص على  
 رواية الدارقطني المذكورة ما نصه واين قصة مشهور است  
 بيهقي نیز آنرا بسند جديد آورده- وقال في العون ذهب  
 ابو حنيفة ومحمد الى انه ثمانية ارطال بالرطل المذكور وكان  
 ابويوسف يقول كقولهما ثم رجع الى قول الجمهور لما تناظر  
 مع مالك بالمدينة فاراد الصيعان التي توارثها اهل المدينة عن  
 اسلافهم من النبي صلى الله عليه وسلم- وقال الحافظ ابن حجر  
 في التلخيص ما نصه والدليل على ان الصاع خمسة ارطال  
 وثلاث فقط بنقل اهل المدينة خلفاً عن سلف ولمالك مع ابي  
 يوسف فيه قصة مشهورة والقصة رواها البيهقي باسناد جيد  
 وقال الشوكاني في النيل ولم يختلف اهل المدينة في الصاع  
 وقدره من الصحابة الى يومنا هذا انه كما قال اهل الحجاز  
 خمسة ارطال وثلاث بالعراقي وقال العراقيون منهم ابو حنيفة انه  
 ثمانية ارطال وهو قول مردود تدفعه هذه القصة المسندة الى  
 صيعان الصحابة التي قدرها النبي صلى الله عليه وسلم وقد

رجع ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم صاحب ابی حنیفہ بعد هذه الواقعة الى قول مالك وترك قول ابی حنیفہ - وقال فى عون المعبود اخرج البيهقي عن الحسين بن الوليد القرشي وهو ثقة قال قدم علينا ابو يوسف من الحج فقال انى اريد ان افتح عليكم بابًا من العلم اهنى ففحصت عنه فقدمت المدينة فسالت عن الصاع فقالوا اصاعنا هذا صاع رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت لهم ما حجتكم فى ذلك فقالوا ناتيئك..... فلما اصبحت اتانى عن من خمسين شيخًا من ابناء المهاجرين والانصار مع كل رجل منهم الصاع تحت روائه كل رجل منهم يخبر عن ابيه واهل بيته ان هذا صاع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظرت فاذا هى سواء قال هو خمسة ارطال وثلاث بنقصان يسير فرايت امرأقويا فتركت قول ابی حنیفہ فى الصاع واخذت بقول اهل المدينة قال صاحب التنقيح هذا هو المشهور عن قول ابی يوسف وقد روى ان مالكا ناظرة واستدل عليه بالصيعان التى جاء بها اولئك الرهط فرجع ابو يوسف انى قوله ص : ٩٨ وقال العيني الحنفى فى العمدة لما اجتمع ابو يوسف مع مالك فى المدينة ف وقعت بينهما المناظرة فى قدر الصاع فزعم ابو يوسف انه ثمانية ارطال وقام مالك ودخل بيته واخرج صاعًا وقال هذا صاع النبى صلى الله عليه وسلم قال ابو يوسف فوجدته خمسة ارطال وثلاثا فرجع ابو يوسف الى قول مالك وخالف صاحبيه - وذكر سلام الله الحنفى ايضًا هذه القصة فى المحلى شرح الموطا واقربه

”خلاصہ ان تمام عربی عبارتوں کا یہ ہے کہ ابو یوسف کا بھی پہلے امام ابو حنیفہؒ کی طرح یہی خیال تھا کہ صاع آٹھ رطلوں کا ہوتا ہے مگر جب حج سے فارغ ہوتے ہوئے مدینہ پہنچ کر امام مالکؒ کے حلقہ درس میں حاضر ہوئے تو (غالبا ابو یوسفؒ کو دیکھ کر) حلقہ درس میں سے ایک طالب علم اسحاق نامی نے امام مالک سے دریافت کیا کہ صاع نبوی کی مقدار کیا ہے فرمایا کہ تہائی اوپر پانچ رطلوں کا صاع ہوتا ہے۔ طالب علم نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ (وغیرہ) کے نزدیک صاع آٹھ رطلوں کی مقدار کا نام ہے۔ بس یہ کہتا تھا کہ امام مالکؒ غضب غضباً شدیداً۔ سخت رنجیدہ اور لال پیلے ہوئے اور فرمایا کہ قاتلہ اللہ ما اجراد علی اللہ ستیاناس اس کا وہ رسول خدا کا بھی کچھ لحاظ نہیں کرتا۔ ادھر ابو یوسفؒ بھی نہ رہ سکے جھٹ کہہ دیا کہ ہاں ٹھیک تو ہے بیشک صاع کی مقدار آٹھ ہی رطل ہے۔ امام مالکؒ نے حاضرین حلقہ درس سے جو کہ تعداد میں تقریباً پچاس نفر تھے فرمایا کہ جاؤ اپنے اپنے گھروں سے صاع اٹھا لاؤ اور میں بھی اپنا صاع لاتا ہوں۔ حسب الارشاد جب سب صاع آپ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ بتاؤ ان صاعوں کی نسبت آپ لوگوں کا خیال ہے۔ ہر شخص نے اپنے صاع کی نسبت عرض کیا کہ میرا چچا یا دادا یا فلاں و فلاں اس صاع سے رسول اللہ ﷺ کو صدقہ الفطر دیا کرتا تھا۔ امام مالک نے سب لوگوں کے بیانات سن کر ان سب حاضر کردہ صاعوں کا ابو یوسفؒ کے روبرو موازنہ کر کے بتایا کہ دیکھو صاع نبوی کی مقدار تہائی اوپر پانچ رطل ہے۔ ابو یوسف نے بعد از ملاحظہ امام مالک سے عرض کیا کہ جزاک اللہ بس اب میری پوری تشفی ہو چکی لو میں اس باب میں امام ابو حنیفہؒ کا خیال چھوڑ کر آپ کا ہم خیال ہوتا ہوں۔“

## امام سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہما

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ صغیر ص: ۱۷۴ میں فرماتے ہیں کہ:

ومات النعمان هو ابن ثابت سنة خمسين ومائة ويوم مات له سبعون سنة حدثنا نعيم بن حماد قال حدثنا الفزاذي قال كنت عند سفیان فنعى النعمان فقال الحمد لله كان ينقص الاسلام عروة عروة ما ولد في الاسلام اشام منه

نوٹ: اوپر مذکورہ عبارت کا حوالہ صحیح نہ ہو تو ہم کو پوچھیں کہ وہ ہماری ذمہ داری

ہے۔ رہا ترجمہ اگر آپ عالم ہیں تو یقیناً جانتے ہیں اور عالم نہیں تو مقامی علماء احناف سے کرائیں۔

## ⑬ امام وکیع اور امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ

امام ترمذیؒ کتاب الحج میں ذاکر ہیں کہ :

سمعت یوسف ابن عیسیٰ یقول سمعت وکیعاً یقول حین وہی  
هذا الحدیث فقال لا تنظروا الی قول اهل الراى فى هذا فان  
الاشعار سنة وقولهم بدعة

”امام وکیعؒ نے اشعار ہدی کی حدیث پڑھاتے ہوئے طلباء سے فرمایا کہ اشعار بے شک سنت ہے ان رائے و قیاس والوں کا اس کو مثلاً بتانا بدعت اور غیر قابل التفات ہے۔“  
اسی موقع پر امام ترمذیؒ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ :

سمعت ابا السائب یقول کنا عند وکیع فقال الرجل ممن ینظر  
فی الراى اشعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقول ابو حنیفہ  
هو مثله قال الرجل فانه قد روى عن ابراهيم انه قال الاشعار مثله  
قال فرایت وکیعاً غضب غضباً شديداً وقال اقول لك قال رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول قال ابراهيم ما حقلک بان تحبس  
ثم لا تخرج حتى تنزع عن قولک هذا

”امام وکیعؒ نے کسی کوئی سے فرمایا کہ دیکھو کیسی غضب کی بات ہے کہ حدیثوں سے تو رسول اللہ ﷺ کا ہدی کو اشعار کرنا ثابت ہے مگر تمہارے امام ابو حنیفہؒ اسے مثلاً سمجھ کر جائز بتاتے ہیں۔ کسی صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے امام کیا غلط کہتے ہیں آخر ان کے پاس بھی تو ثبوت ہے کہ ابراہیم نخعیؒ نے اشعار کو مثلاً بتایا ہے امام وکیعؒ اس کوئی کا جواب سن کر سخت رنجیدہ اور لال پیلے ہوئے اور فرمایا کہ میں تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث پیش کرتا ہوں اور تو امام ابو حنیفہؒ اور اس کے استاذوں کو لئے پھرتا ہے۔ اوگستاخ و بے ادب توبہ کرورنہ تو اس بے ہودہ گوئی کی وجہ سے اس قابل ہے کہ تجھے جیل خانہ

میں بند کر دیا جائے اور جب تک تو اس سے توبہ نہ کرتے ہوئے ہرگز نہ چھوڑا جائے۔

## (۱۶) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

آیت ﴿وَلَا يَظُنُّونَ مَوْطِنًا يَعْذِّبُ الْكَفَّارَ﴾ (۱۳۰: ۹) کی تفسیر پر امام سیوطی فرماتے ہیں کہ :

استدل بها ابو حنیفہ علی جواز الزنا بنساء اهل الحرب فی دار الحرب

”امام ابو حنیفہ نے مندرجہ ذیل آیت کی رو سے دار الحرب میں حربیوں کی عورتوں سے زنا کرنا حلال و درست بتایا ہے۔“ (اکلیل)

سنن دارقطنی ص ۵۳۵ میں عبد اللہ بن عمر عمری سے منقول ہے کہ :

حدثنا ابوسعید محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم بن مشکان المروزی نا عبد اللہ بن یحییٰ السرخسی القاضی نا محمد بن علی نا عبدان عن سفیان بن عبد الملك عن عبد اللہ بن المبارك قال سال عبد اللہ بن عمر العمری سئلت ابا حنیفہ عن الشراب قال حدثو نا من قبل ابیک رحمة اللہ علیہ قال ان رابکم فاکسروه بالماء فقال له عبد اللہ فاذا يتقنت ولم ترتب -

(ص ۵۳۵)

”میں نے امام ابو حنیفہ سے شراب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب نشہ کا خدشہ ہو تو پانی ڈال کر پی لینے میں کوئی حرج نہیں۔“

تاریخ خطیب میں ہے کہ :

ان ابا حنیفہ قال لو ان رجلاً عبد هذه النعل يتقرب به الى الله تعالى لم اربذالك باساً ترجمہ خود کر لیں یا کرا لیں۔

## ①۷ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ائمہ اہل حدیث

ملا حبیب اللہ قندھاریؒ نے ابجد التاریخ میں لکھا ہے کہ :

ان الصفدی قید فقہ ابی حنیفہ بالرای والقیاس وکانہ ہو مراد  
الذہبی ولہذا اضاف فقہ الشافعی الی الحدیث تمیزاً ویوافق  
ہذا ما اشتهر من ان ابا حنیفہ من اصحاب الراي والشافعی من  
اصحاب الظواہر انتہی

جو کچھ کہا گیا ہے بالکل واضح ہے کیا یہ صحیح ہے؟  
سبکی نے طبقات کبریٰ میں شافعی سے نقل کیا ہے :

وجدت کتاب ابی حنیفہ انما یقولون کتاب اللہ وسنة رسولہ  
صلی اللہ علیہ وسلم وانما ہم ☆ مخالفون لہ انتہی

پھر ایک لمبا چوڑا مناظرہ محمد بن حسن کا ساتھ شافعی کے ذکر کیا جس میں اعلم  
ہونا شافعی کا نسبتاً مشار الیہ ثابت ہوا۔ اس مناظرے کو یاقوت حموی نے بھی

۱۔ یہ مضمون نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کا ہے۔ اثری

☆ امام ابو قتیبہؒ اپنی کتاب تادیل مختلف الحدیث میں امام اوزاعی سے نقل کرتے ہیں کہ  
وکان الاوزاعی یقول انا لا ننقم علی ابی حنیفہ انہ رای کلنا یری ولکننا ننقم علیہ  
انہ یجئ الحدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیخالفہ الی غیرہ ابو حنیفہ کی  
رائے پر کچھ تعجب نہیں کیونکہ ہر عالم حسب ضرورت رائے سے کام لیتا ہے تعجب  
کی بات تو یہ ہے کہ رائے خود ان کی اپنی بیان کردہ مرفوع حدیثوں کے بھی خلاف  
ہوتی ہے وفیہ حدثنی سہل بن محمد قال اخبرنا المختار بن عمرو ان رجلاً قال  
لہ کیف هذا قال کان رایا رایتہ فرایتہ العام غیرہ قال فنا مننی ان لا تری من اہل  
شیثا اخر قال لا ادری کیف یکون ذلک فقال لہ الرجل لکنی ادری ان علیک لعنتہ

اللہ ۱۲ اثری

معجم الادباء میں ذکر کیا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ شافعی نے محمد بن حسن سے کہا:

اما کتابك الذی ذكرت انك وضعته علی اهل المدينة فکتابك  
من بعد بسم الله الرحمن الرحیم خطا الی اخره الی قوله فاصف  
محمد بن الحسن ولم بخر جواباً

اس مناظرے کا حال رازی نے بھی رسالہ ترجیح مذہب شافعی میں لکھا ہے۔ شاہ ولی  
اللہ محدث دہلوی نے انصاف میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس مناظرے کے سوا  
رازی نے اور بہت سے مناظرے بھی ذکر کئے ہیں جن سے بطلان و رکاکت مسائل  
و ضعف دلائل حقیقہ کا ثابت ہے جس طرح شافعی نے ان کو ہرایا اسی طرح کئی  
مناظروں میں امام ابو یوسف کو بھی الزام دیا۔ کتاب الرد علی محمد بن الحسن تالیف شافعی  
میں یا قوت حموی وغیرہ نے ذکر اس کا معجم الادباء وغیرہ میں کیا ہے۔ غزالی نے منحول  
میں لکھا ہے:

اما ابو حنیفہ فلم یکن مجتهداً لانه کان لا یعرف اللغة وعلیه  
یدل قوله دماہ بابو قیس وکان لا یعرف الاحادیث ولہذا عزی  
بقبول الاحادیث الضعیفہ ورو الصحیح منها ولم یکن فقیہ  
النفس بل کان یتقایس لا فی محلہ علی مناقصہ ماخذ الاصول  
انتہی

اسی کتاب میں قاضی ابوبکر باقلانی سے تسفیہ ابی حنیفہ نقل کی ہے۔ پھر یہ بھی  
لکھا ہے کہ:

ولا اکثر اثم بمخالفة ابی حنیفہ فانی اقطع بخطائہ فی تسعة  
اعشار مذاہبہ الی قوله ان ابا حنیفہ تزق حمام ذہنہ فی تصویر  
المسائل و تقریر المذاہب فکثر خطبہ لذلک ولہذا استنکف

ابویوسف ومحمد عن اتباعه فی ثلثی مذهبہ لمارا یافیه من  
کثرة الخبط والخلط والتورط فی المتناقضات الی قوله واما  
ابوحنیفہ فقد قلب الشریعة ظهر البطن وشوش مسلکها وغیر  
نظامها الی قوله ولو لا شدة الغباوة وقلة الدراية وتدرّب القلوب  
علی اتباع التقليد المألوف لما اتبع مثل هذا المتصرف فی  
الشرع من سلم حسبہ فضلاً عن یشدد نظره وهذا اشد  
المطعن عن سلف الامة فیہ انتہ

ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں یافعی نے اپنی تاریخ میں جس کا نام مرآة الجنان ہے  
ملا علی قاری نے رسالہ رد امام الحرمین میں زین الدین عراقی نے فتح المغیث شرح  
الفقیہ الحدیث میں پھر کتاب التقلید والایضاع میں ابن جماعہ نے طبقات شافعیہ میں  
حافظ دمیاطی نے اپنے طبقات میں سیوطی نے رسالہ الرد علی من اخلد الی الارض  
میں تاج الدین مکی حنفی نے کتاب کفایہ المتطلع میں مغول کو تالیف غزالی لکھا ہے۔ اسی  
طرح شیخ حسن عجمی، شیخ احمد قشاشی، شہاب الدین خفاجی، شمس الدین رملی، شیخ  
عبدالحق سنباطی وغیرہ ایک جم غفیر نے اس کتاب کو تالیف غزالی کہا ہے۔ ان میں  
بعض نے روایت اس کتاب کی بسند مفصل تا مؤلف بھی کی ہے غرضیکہ علماء حنفیہ  
شافعیہ قریب بیس شخص کے متفق ہیں اس پر کہ یہ کتاب غزالی صاحب احیاء العلوم  
کی ہے۔ اس کتاب میں غزالی نے مسائل فروع حنفیہ پر بھی خوب ہی رد کیا ہے جس  
طرح معتزلہ پر بھی انکار کیا ہے۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں بہت کچھ نسبت  
ابی حنیفہ لکھا ہے۔ ابن خلکان نے بھی طرف اس کے اشارہ کیا پھر کماثم اعقب ذالک  
بذکر ما کان الالیق ترکہ والاعراض عنه اس تاریخ کے مختصر کا نام مختار ہے تالیف  
یحییٰ بن عیسیٰ بغدادی اس میں لکھا ہے :

والمحفوظ عند نقلة الحديث من الائمة المتقدمين وهؤلاء

المذکورین منهم فی ابی حنیفۃ خلاف ذالک و کلامهم فیہ  
کثیر لا مور شنیعة حفظت علیہ یتعلق بعضها باصول الدیانات  
وبعضها بالفروع الخ

اس جگہ اکٹھے اشخاص اعلام و علماء کبار اسلام اہل سنت کا نام لیا ہے جنہوں نے  
امام ابو حنیفہؒ پر جرح کی۔ رد کیا خطیب بغدادی نے کہا:  
انه ابی حنیفۃ کان مذہبہ مذہب جہم<sup>۱</sup>  
ابو علی یحییٰ نے خطیب سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ قائل خلق

۱۔ یعنی ابو حنیفہؒ جہمی المذہب تھا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی تاریخ صغیر ص: ۱۵۸  
میں اسماعیل بن عرعہ سے نقل کیا ہے کہ قال ابو حنیفۃ جاء ت امرأة جہم الیتا  
ہاھنا فادیت نساءنا امام ابو حنیفہؒ نے خود بیان کیا کہ ہماری یہاں کی عورتوں کو جہم  
کی عورت نے آکر تعلیم دی ہے اور تاریخ خطیب بغدادی میں ہے کہ عن ابی  
سعید بن سالم قال قلت لقاضی القضاۃ ابی یوسف سمعت اھل خراسان یقولون  
انا ابا حنیفۃ جہمی مرجی فقال لی صدقوا قلت له فان انت منه فقال انا کنا نایتہ  
یدرسنا الفقہ ولم نکن نقلدہ دیننا سعید کے ذکر کرنے پر کہ خراسان میں عام طور  
پر مشہور ہے کہ ابو حنیفہؒ (جو تمہارا استاد ہے) جہمیانہ اور مرجیانہ خیال رکھتا ہے۔  
قاضی ابو یوسف نے جواب دیا کہ یہ صحیح ہے۔ ہمارا استاد بیشک ایسا ہی تھا مگر ہم دینی  
امور میں اس کی ہرگز تقلید نہیں کرتے ہاں البتہ فقہ پڑھنے کے لئے ہمیں اس کے  
پاس ضرور جانا ہوتا ہے۔

تاریخ خطیب میں یہ بھی لکھا ہے کہ انا ابا حنیفۃ استتیب من الزندقة مرتین  
ابو حنیفہؒ کو زندقیت سے دو دفعہ توبہ کرائی گئی اور مسند شافعی کے باب الصداق میں  
بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ سمعت الربیع بن سلیمان یقول سمعت اسد  
بن موسیٰ یحدث قال استتیب ابو حنیفۃ مرتین ابو حنیفہؒ کو دو مرتبہ توبہ  
کرائی گئی۔ ۱۲ ابو عمران۔

قرآن تھے۔ یعنی جس طرح مذہب اہل غزال کا ہے۔

ابو قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف میں امام صاحب کو مع دونوں شاگرد کے مرجی لکھا ہے۔ حافظ سلیمانی نے کہا ابو حنیفہ کو مرجیوں میں گنا ہے۔ چنانچہ ذہبی نے میزان میں اس قول کو نقل کیا ہے بلکہ مختار مختصر تاریخ بغدادی میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابو اسحاق فزاری نے کہا:

كنت اتى ابا حنيفة واساله عن الشئ من امر الغزوات فسالته  
عن مسألة فاجاب فيها فقلت له يروى عن النبي كذا او كذا قال  
وعنا من هذا

شاید یہ اس لئے ہو گا کہ حسب صراحت حنفیہ امام صاحب کے نزدیک قبول روایت میں تشدد عظیم تھا ورنہ یہ گفتگو یعنی یہ خطیب نے کہا: ما ولد فی الاسلام مولود اضر منه غرضیکہ خطیب نے جو کچھ حق میں امام صاحب اور قاضی ابو یوسف

۱۔ یعنی ابو حنیفہ قرآن مجید کو مخلوق کہتے تھے۔ چنانچہ تاریخ خطیب میں ہے کہ حکمی عن ابی حنیفۃ القول بخلق القرآن وانه کان بمجلس عیسیٰ بن موسی فقال القرآن مخلوق فقال اخرجوه فان تاب والا فاضر بوا عنقه ابو حنیفہ نے ایک دفعہ عیسیٰ بن موسیٰ کے سامنے کہہ دیا کہ قرآن مخلوق ہے عیسیٰ نے یہ فرمایا کہ اسے نکال دو اور اگر توبہ کرے تو نبھا ورنہ اسے قتل کر دو امام بخاری کے رسالہ خلق افعال العباد میں سفیان ثوری سے منقول ہے کہ قال احمد بن الحسن نا ابو نعیم ثنا سلیمان القاری قال سمعت الثوری يقول قال لی حماد بن ابی سلیمان ابلغ ابا فلان المشرک انی ہری من دینہ وکان یقول القرآن مخلوق ص: ۶۹۔ ابو حنیفہ کے استاد حماد بن ابی سلیمان نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ابو فلاں کے شرکیہ خیال سے کہ قرآن مجید مخلوق ہے سخت متنفر ہوں۔ و ذکرہ الامام ابو الحسن الاشعری ایضاً فی الباسنۃ بسندہ وسمی فلان ابا

..... صاحب کے لکھا ہے اگرچہ اس کے جواب میں دوستوں نے بہت کچھ باتیں بنائی ہیں۔ لیکن صاحب علم و انصاف پر مخفی نہیں ہے کہ خطیب نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا ائمہ ثقات سے جراحات مذکورہ نقل کئے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا تحصیل الکمال میں یہ کہنا کہ خطیب اس تحریر میں متعصب تھے، مکار تھے، کہاں تک صحیح ہے، کہاں تک نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ تنہا خطیب نے جرح نہیں کی ہے بلکہ ایک جم غفیر نے جو حال امام صاحب کی قلت عربیت و قلت علم حدیث و قلت علم لغت وغیرہ کا تھا، وہ بیان کر دیا ہے بیچارے خطیب کا اس میں کیا تصور ہے۔ ہر عالم نے تراجم اہل علم میں یہی کیا ہے کہ مدح و قدح دونوں کو لکھا ہے ہاں جس کے حق میں کوئی جرح معلوم و ماثور نہیں ہوئی وہاں تحریر جرح سے سکوت کیا۔ بخاری رحمہ اللہ نے بسند خود فزاری سے روایت کیا ہے :

كنت عند سفیان فنعی نعمان فقال الحمد لله كان ينقض

الاسلام عروة عروة ما ولد في الاسلام اشام منه

لیکن سبکی نے طبقات کبریٰ میں یہ لکھ دیا ہے :

فایاک ثم ایاک ان تصغی الی ما اتفق بین ابی حنیفة وسفیان

الثوری او بین مالک وابن ابی ذئب او بین احمد بن صالح

والنسائی او بین احمد بن حنبل والحارث المحاسبی وهلم جرأ

الی زمان الشیخ عز الدین بن عبدالسلام والشیخ تقی الدین بن

الصلاح فانک ان اشتغلت بذالك خشیت علیک الهلاك الخ

اس عبارت کو شعرانی نے بھی میزان میں نقل کیا ہے۔ انصاف کی بات بھی یہی

ہے کہ آخر امت کو اول امت پر لعن و طعن کرنا ہرگز لائق نہیں کیونکہ یہ لوگ کچھ

معصوم نہ تھے مگر افسوس ہے ایسے امور کی حکایت خود مقلد لوگ ہی ہم سے کرواتے

ہیں، اہل حق کو مجبور کرتے ہیں بیان واقع پر امام رازی نے رسالہ ترجیح شافعی میں

لکھا ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ذکر شافعی کا اپنے تاریخ کبیر میں کیا ہے پھر کہا:

ولو كان من الضعفاء في هذا الباب اي في علم الحديث لذكره

كما ذكر ابا حنيفة في هذا الباب

یعنی امام ابو حنیفہؒ کو علم حدیث میں ضعیف کہا ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا ابو حنیفہ سے حدیث بیان نہ کرو ان کی حدیث لائق اعتماد نہیں۔ علی بن عبداللہ مدینی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے پچاس حدیثیں روایت کی ہیں سب میں خطا و غلط و لغزش و سقط ہے۔ اسی طرح ابو حفص فلاس و ابو زرہ نے ان کی تضعیف کی ہے چنانچہ انساب سمعانی و تراجم الحفاظ بد خسانی سے ظاہر ہے ان کو مضطرب الحدیث و واہی الحدیث لکھا ہے۔ ابو بکر بن ابی داؤد نے کہا کل ڈیڑھ سو حدیث کو امام اعظم نے روایت کیا ہے نصف میں خطا و غلط واقع ہوا۔ ابن الجوزی نے کتاب المنتظم میں ان سب اقوال کو ذکر کیا ہے۔ نسائی و ابن عدی نے بھی ان میں جرح و قدح کی ہے۔ میزان الاعتدال میں لکھا ہے:

النعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفۃ الکوفی امام اہل الراۃ  
ضعفه النسائی من جهة حفظه وابن عدی و آخرون و ترجم له  
الخطیب فی فصلین و استنوع کلام الفريقین معدايته و مضغفیه  
عبدالرؤف منادی نے فتح القدر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے:

قال ابوداؤد اخاف الله فی الروایة عنه ای عن شعيب بن ايوب  
والنعمان بن ثابت الامام اورده الذهبي فی الضعفاء وقال ابن  
عدی عامة ما يرويه غلط و تصحيف و زيادات وله

احادیث صالحة

امام ذہبیؒ نے بھی مالک و اوزاعی سے ان کا ضعیف رائے ہونا نقل کیا ہے۔  
اسی طرح بیہقی نے بھی کہا ہے۔ رازی نے کہا:

وانما قال فی ابی فلان ذالک لانه کان یقبل المجاہیل  
والمقاطیع والمراسیل وما وقع الیه من حدیث بلده وان کان  
ضعیفاً یتروک القیاس لا جله ورفع من احادیث سائر البلاد  
وان کان صحیحاً لم یقبله بل عدل الی الاستحسان  
والقیاس انتهى

مختصر تاریخ خطیب سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ خود امام صاحب نے ذکر اپنی  
عدم توجہ کا طرف علوم حدیث و قرآن کے ابتداء طلب علم میں فرمایا ہے ولیس بعد  
عبادان قریۃ صاحب قاموس نے بھی غلطی امام صاحب کی علم لغت میں بیان کی جس  
پر علی قاری نے برا مانا غرضیکہ جس قدر جرح ان پر ائمہ جرح و تعدیل نے کی ہے  
اتنی کسی دوسرے امام کے حق میں نہیں کی۔ شیعہ نے رد حنفیہ میں زمین و آسمان کے  
طبقے ملائے ہیں۔ کتب اہل سنت سے جرح ان کے امام کی نقل کی ہے یہ لوگ ان کا  
جواب نہیں لکھتے۔ ان کی فرصت کا زمانہ اسی رد اہل سنت میں بسر ہوتا ہے سچ ہے  
کل میسر لما خلق لہ یہ سارے جھگڑے اسی مذہب قیاس و رائے میں ہیں۔

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾

مؤلف نامہ دانشوران ناصری لکھتے ہیں :

ابو حنیفہ در اصول عقائد سلسلہ زیدیہ را پیروی داشته محمد شہرستانی در ذیل مقالات  
جارودیہ کہ از فرق زیدیہ می باشد گوید کہ ابو حنیفہ ہاں فرقہ ہم عقیدت بودہ و با محمد بن  
عبد اللہ محض کہ معروف بنفہ زکیہ و امام ششم زیدیہ ست عقد بیعت داشت و ہم با  
برادرش ابراہیم کہ نیز از آل کردہ ست و امام ہفتم زیدیہ با قدمی استوار دست بیعت  
وادہ و ہنگامیکہ بر منصور خروج کردہ بود در پنہاں مدرہم را با عانت دی ترغیب می نمود  
ولی خود در اں جنگ ہمراہ شد ز محشری در ذیل کریمہ ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾  
گوید کان ابو حنیفہ ہفتی سر ابو جوب زید بن علی و حمل المال الیہ و الخروج معہ انتہی  
معتزلہ بھی فروع میں حنفیہ ہیں۔ مثل زیدیہ کے اصول میں علیحدہ ہیں۔ معتزلہ

نے ایام مامون میں کتب فلاسفہ کی مزاولت کا الگ فن ٹھہرا کر اس کا نام علم کلام رکھا۔ سلف اور معتزلہ کے درمیان مسئلہ صفات بارِ تعالیٰ میں ہمیشہ اختلاف رہا۔ سلف نے ان سے مناظرہ کیا متکلمہ حنفیہ وغیرہ تاویل صفات کرتے ہیں ظاہر پر جاری نہیں کرتے اس لئے اصول میں گویا معتزلی ہیں۔ امام اعظم نے زید بن علی کی مدد کی ان کے خروج کو حق سمجھا۔ اس لئے حنفیہ میں زیدیت بھی ہے۔ امام اعظم علی مرتضیٰ کو عثمان غنی پر تفضیل بھی دیتے تھے جس طرح زیدیہ جناب امیر کو افضل خلفاء سمجھتے ہیں حنفیہ کو ایک خصوصیت تامہ ہے فرقہ زیدیہ و معتزلہ سے بخلاف ائمہ ثلاثہ باقی کہ وہ سنی خالص تھے امام منصور نے جب محمد بن علی شوکانی کو قاضی القضاۃ دار الخلافہ صنعاء یمن کیا تو انہوں نے اصول و فروع زیدیہ کا رد مستقل لکھا۔ ”ویل الغمام“ میں رد اصول زیدیہ کا ہے ”سیل جرار“ میں رد فروع زیدیہ کا ہے۔ رافضہ کو اپنی کتب میں واجب القتل لکھا ہے۔ خوارج کو کلاب النار کہا ہے۔ امام صاحب کی عربیت میں جو کچھ قصور و فتور تھا وہ کتب تاریخ و طبقات سے بخوبی ثابت ہے۔ ابن خلکان نے تاریخ خطیب بغدادی سے نقل کیا ہے کہ سوائے قلت عربیت کے کسی اور بات کے ساتھ وہ معاب نہ تھے۔ سنہ اسی میں پیدا ہوئے سنہ ایک سو پچاس میں وفات پائی انتہی۔

اور درست لکھا ہے ”بات“ سے مراد یہ ہے کہ ان کی طہارت و نقاوت وغیرہ میں کچھ شک نہ تھا نہایت عمدہ دیندار خدا پرست زاہد آدمی تھے۔ نامہ دانشوران ناصری میں لکھا ہے :

ابن خلکان ویافعی آورده اند کہ ابو حنیفہ بمجمیع کمالات آراستہ بود جز آنکہ در علوم عربیہ رتبہ بلند نداشته ست گاہے غنائش بلغن و غلط آمیختہ میشد انتہی۔

آج کل نوبت جہل کی یہاں تک پہنچی ہے کہ جو کوئی کتب طبقات و تاریخ وغیرہ سے کلام اہل علم کو دربارہ امام اعظم نقل کرتا ہے۔ قلت روایت حدیث یا عدم تابعیت کا ذکر زبان پر لاتا ہے اس کو مستحق امام خیال کرتے ہیں یہ نیا استخفاف دیکھا

سنا گیا۔ جرح و تعدیل کا گویا دروازہ بند ہوا۔

شیخ جیلانی نے غنیہ میں حنفیہ کو مرجیہ لکھا ہے منسوب طرف ابو حنیفہؒ کے کیا ہے اس پر بعض نے کہا ہے کہ یہ کتاب ہی ان کی نہیں۔ اگر آج یہ فقرہ اس کتاب میں نہ ہوتا کوئی انکار نہ کرتا یہ انکار جب مفید ہو کہ سب نے یہی کہا ہو فقہ اکبر کا انکار بھی بعض نے کیا ہے مگر ملا علی قاری نے اس کو امام صاحب کی تالیف سمجھ کر شرح لکھی۔ اچھا مانا یہ کتاب شیخ جیلانیؒ کی نہیں ہے تو پھر کس کی ہے۔ یہ دلیل کہ اس میں اثبات جہت فوق ہے اشعریہ کو معتزلہ کہا ہے کچھ بھی نہیں۔ شیخ جیلانی حنبلی المذہب تھے۔ سارے حنابلہ اثبات علو و فوق کرتے ہیں۔ ابوالحسن اشعری شاگرد جبائی معتزلی تھے۔ بعض عقائد میں اشعریہ مطابق معتزلہ ہوں تو کیا قباحت لازم آتی ہے۔ کشف الظنون میں غنیہ کو تالیف شیخ جیلانیؒ کہا ہے۔ وفات ۶۰۰ میں بتائی ہے پھر۔ تفہیم ص ۲۷۰ میں محدث دہلوی نے جو اب ارجاء بتوجیہ مناسب دیا ہے مگر انکار کتاب کا نہیں کیا۔ اسی طرح قرۃ العینین میں غنیہ کو تالیف شیخ جیلانیؒ کہا ہے۔ ازالہ الحفاء میں غنیہ سے کئی جگہ نقل کیا ہے۔ عنوان تفہیم مذکور یہ ہے 'اما بعد :

فقد سألنی عن قول امام الطريقة قطب الحقيقة الشيخ  
عبدالقادر الجيلی عند ذکر الفرق الغير الناجية فی الغنية حيث  
قسم المرجئة الى اثني عشر فوقة منهم الحنفية ثم قال بعد  
التفصيل واما الحنفية فهم اصحاب ابی حنيفة النعمان بن ثابت  
الى قوله قلت الارضاء ارجاء ان الخ

طبقات ابن رجب میں ہے :

وللشيخ عبدالقادر رحمه الله كلام حسن في التوحيد  
والصفات والقدر وفي علوم المعرفة موافق للسنة وله كتاب  
الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل وهو معروف وله كتاب فتوح

الغیب الی قولی وکان متمسکاً فی مسائل الصفات والقدر  
ونحوهما بالسنة مبالغاً فی الرد علی من خالفها قال فی کتابه  
الغنیة المشهور والحق بجهة العلوم مستو علی العرش  
محتو علی الملك محیط علمه بالاشیاء الخ انتھی

ابن رجب سلف ائمہ اسلام ہیں ان کا زمانہ شیخ جیلانی سے کچھ زیادہ دور نہ تھا۔  
ملا علی قاری نے بھی شرح فقہ اکبر میں اس کتاب کو انہیں کی کتاب لکھا ہے۔ اگرچہ  
حنفیہ کے مرجعہ ہونے پر انکار کیا ہے علاوہ اس کے شیخ جیلانی اس قول میں متفرد بھی  
نہیں ان سے پہلے ائمہ حدیث نے بھی ابو حنیفہ کو مرجعی کہا ہے دراست اللیب میں  
امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے :

کان مرجئاً سکتوا عن رایہ و حدیثہ انتھی

امام بخاریؒ، شیخ جیلانیؒ سے بہت پہلے تھے شاگرد امام احمد ہیں انہوں نے بھی  
امام صاحب کو مرجعی کہا ہے پھر اگر شیخ جیلانی نے بھی حنفیہ کو مرجعہ لکھا تو کیا گناہ ہوا  
کیوں انکار انکی کتاب کا اتنی بات پر کیا جاتا ہے کوئی نئی بات تو نہیں لکھی ہے۔ پرانی  
حکایت مشہور کو نقل کیا ہے پھر صاحب دراست نے ایسے معنی ارجاء کے بیان کئے  
ہیں جن سے کوئی عیب امام صاحب پر نہ آئے یہ خود ایک حنفی فاضل تھے انہوں نے  
کتاب کا انکار نہیں کیا فقط بات بتائی بلکہ نسائی سے یہ قول بھی نقل کیا :

ابو حنیفۃ لیس بالقوی فی الحدیث انتھی

پھر کیا یہ دوسری مرتبہ کی تخریج ہے پھر اس پر قول بخاریؒ لکھا کہ وہ مرجعی  
تھے کہا کہ یہ کوئی فسق یا رذالت قاذبہ نہیں ہے نہ سوء حفظ و قلت ضبط ہے بلکہ  
ایک علم ورائے ہے جس کو عالم عقائد میں اختیار کرتا ہے۔ اس کو بخاریؒ نے

بدعت گمان کیا ہے خلاف طریقہ اہل سنت و جماعت کے مگر یہ نہیں تصریح کی کہ وہ مبتدع ہے بلکہ جب امام نے معتزلہ کو بزور برہان مقہور کیا۔ یہ کہا کہ ”عصا مومنین مرجی امر اللہ“ ہیں خدا خواہ ان کو سزا دے یا توبہ قبول کرے اور معاصی ہمراہ ایمان مضرت نہیں کرتے تو اس وقت سب پکار اُٹھے کہ یہ مرجی ہیں اس لئے کہ قول امام و قول مروءہ میں کچھ فرق نہ تھا پھر کہا کہ ابوالحسن اشعری نے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو مروءہ اہل سنت میں گنا ہے۔ علی ما قال الامدی انتہی پھر کہا قول غوث اعظم کا غنیہ میں بحق حنیفہ ہے نہ بحق ابی حنیفہ مگر کتاب کا انکار نہ کیا۔ پھر یہ جو عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا تھا جس طرح نفحات الانس میں منقول ہے کہ زمین کے پردے پر مذہب ابی حنیفہ میں ایک شخص بھی ولی نہ ہوا اس کی تاویل بیان کی۔ پھر جزری سے نقل کیا کہ بعض کہتے ہیں کہ امام صاحب قائل قول خلق قرآن تھے۔ کسی نے کہا قدری تھے، کسی نے کہا مروءہ تھے۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ ان سب باتوں سے پاک تھے اس لئے کہ ابو جعفر طحاوی نے کتاب موسوم عقیدہ ابی حنیفہ میں جو عقائد ان کے لکھے ہیں وہ مطابق اہل سنت و جماعت کے ہیں اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو ان کی طرف منسوب کی گئی ہے واصحابہ اخبر بحالہ وقولہ من غیرہم انتہی

حاصل کلام الجزری فی المجلد العاشر من جامع الاصول فی فصل النون ہم کو بھی یہی خیال ہے کہ امام صاحب ہرگز ایسے نہ ہوں گے لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ اصل مذہب اہل سنت کا اتباع کتاب و حدیث ہے نہ رائے۔ اہل ملت و قیاس علماء امت طحاوی کو دیکھو کیسے بڑے حنفی عالم تھے متمسک مرفوع و موقوف مذہب حنفیہ کا استخراج کیا کرتے لیکن جہاں قول امام کا مخالف حدیث ہوتا ہے وہاں صاف براہ انصاف کہتے ہیں۔ فبطل قول ابی حنیفہ محمد معین حنفی نے کہا ومن یری قولاً من اقوال احد کائنات من کان باطلنا یری العمل بہ حراماً پھر کہا حنفیہ بھی بعض مواضع میں مقرر ہیں کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی۔ شعرانی نے کہا ان عذر ابی حنیفہ فی کثرة

القیاس عدم بلوغ الاحادیث الصحیحة الیہ فی زمنہ واقع میں یہ عذر صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ ان کے وقت میں تدوین سنن کما حقہ نہیں ہوئی تھی ان کو جانے دو۔ خلفائے راشدین وغیرہ کو بھی بعض احادیث نہیں پہنچتی تھیں یہ حال قدرے جلب لمنفعہ میں لکھا گیا ہے مگر اب تو یہ سب احادیث حنیفہ کو پہنچ گئی ہیں گو امام صاحب کو نہ پہنچی ہوں اب کیا عذر باقی ہے یہ قول بعضوں کا کہ امام صاحب کے پاس ہر مسئلے کی دلیل ہر معارضہ کا جواب تھا گو ہم اس کو نہ جانیں ہم کو اعتقاد ان کے جواب اجمالی کا کافی ہے بقول صاحب دراسات سفسہ محض جہالت شیعہ ہے :

اذ یتبرء منہ کل متاخر فی مذہب کل امام والا لما وسع منہم القول بان الحدیث حجة علیہ وان قوله فی معارضة الحدیث باطل وان الحدیث لم یبلغہ فان الجواب للذکور الاجمالی لو لم یکن تو من ردع صبحی..... مع وجودہ نسبة بطلان القول الی امام مہم والحکم بكونہ محجوبًا مفحماً لم یبلغا لحدیث فیہ ولما حل ایضاً خلاف علماء المذاهب بامامہم وفتوی المتأخرین بخلاف قوله فی مواضع لا یحصر العدد بسہولة الی قوله وقد قال بعض الکبراء ان الخلاف فی اتباع ابی حنیفة معہ اکثر من خلاف الشافعی لہ انتہی

حاشاء وکلا کہ کسی مسلمان صحیح الاعتقاد کو کسی طرح کا بغض یا حسد یا انکار یا استحقار حق میں امام صاحب کے منظور ہو مگر یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ دیدہ دانستہ حق پوشی کی جاوے بندوں کا بندہ بنا جاوے ہم خدا کے بندے رسولؐ کی امت ہیں بس۔ امام الحرمین عبدالملک جوینی شافعی بڑے عالم تھے ۴۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ۴۷۸ھ میں مرے۔ انہوں نے کتاب مغیث الخلق میں لکھا ہے عمل بالترجیح پر گو دلیل مستقل نہ ہو اجماع ہو چکا ہے امام ابو حنیفہؒ آئے انہوں نے تفریح کی فروع میں بے گنتی

احداث کیا ایسے دقائق نکالے جن میں عقل حیران ہے ان کی عمر مسائل بنانے میں گزری انتحال کی فرصت نہ ملی ابو یوسف و محمدؒ نے بہت مسئلوں میں ان کا خلاف کیا۔ صحیح کو فاسد سے الگ کیا جیسے مسئلہ وقف صاع افراد اقامت خلیفہ رشید کے روبرو ان مسائل میں بحث ہوئی ابو یوسف مان گئے کہا لو علم صاحبی ما علمت لرجع کما رجعت

پھر کہا شافعی عالم تھے۔ اصول و فروع و لغات و انواع علوم کے ابو حنیفہ کا قدم ان علوم میں راسخ نہ تھا۔ یہ ایک فن جانتے تھے شافعی کو بہت فنون آتے تھے۔ شافعی کے دو مذہب ہیں ایک قدیم اور دوسرا جدید جب تک جدید ملے قدیم کو لینا نہ چاہئے جدید ناسخ ہے قدیم کا ابو حنیفہ کے بعض اصول بالکل باطل ہیں جیسے قول باستحسان یعنی دلیل تو خبر و قیاس سے معلوم ہے لیکن مخالفت اس کی مستحسن ہے حالانکہ یہ استحسان شرع ہے اپنی طرف سے شافعی نے جب اس مسئلے میں محمد بن حسن سے مناظرہ کیا تھا فرمایا من استحسن فقد شرع ومن شرع فقد اشرك اور جیسی یہ بات کہ خبر واحد جب مخالف قیاس ہو تو مردود ہے ابو حنیفہ نے خبر ابن عمر خبر ابی ہریرہ خبر انس بن مالک وغیرہ کبار صحابہ کو رد کر دیا۔

شافعی نے کہا جس کے درے سے زمین تھم جائے یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس نے تو روایت ابی ہریرہ کو مان لیا۔ انہوں نے نہ مانا۔ ان کی اصول و قاعدے دور تر ہیں نسبت اصول شافعی کے۔ احمد بن حنبل جب شافعی سے ملے کہا جاءنا ناصر الحديث شافعی نے کہا من علم الحديث غررت حجة فان ابا حنیفة كانت بضاعة من علم الحديث مرجاة دلیل اس کی یہ ہے کہ اہل حدیث کا انکار ابی حنیفہ پر سخت تر ہے۔ قالوا ان اقواما اعوزهم حفظ الحديث المروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستعملوا الراى فضلوا واضلوا یہ شدت انکار اس لئے نہیں ہے کہ یہ قائل قیاس کے ہیں بلکہ اس لئے ہے کہ انہوں نے قیاس میں اتنا توسع کیا کہ حد سے باہر

ہو گئے ابو حنیفہ کی نظر گو دقیق ہو، لیکن اصول کے موافق نہیں بلکہ اکثر نظر ان کی خلاف کتاب یا سنت یا آثار یا اجماع امت کے ہے۔ محمد و ابو یوسف زمانہ شافعی میں تھے مگر جو کوئی یہ کہے کہ یہ دونوں منصب اجتہاد میں برابر شافعی کے تھے تو یہ افتراء عظیم ہے بلکہ یہ دونوں بطریق استفادہ کے شافعی سے گفتگو کیا کرتے تھے ان کے سامنے ایسے بیٹھتے جیسے کسی کے سر پر پرندہ ہو۔ نہایت احترام و احتشام سے پیش آتے، ان دونوں نے کسی مذہب کا دعویٰ اپنے لئے نہیں کیا جہاں کبھی خلاف ابی حنیفہ کیا ہے وہ بسبب کلام شافعی کے کیا ہے کہ وہ تضعیف مذہب ابی حنیفہ کرتے تھے۔ اور ان کا اختلاف ۶۰ فی صد مسائل میں آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ہم مسائل احاد میں خوض نہیں کرتے کہ یہ فن فقہ میں موجود ہے اس کتاب میں خوض ہمارا کلیات میں ہے۔ مساعی بشرع یہی احکام شرع معاملات عبادات مناکحات حدود حکومت آداب جنایات ہیں۔ پھر ہر ایک قاعدے کے لئے ان قواعد میں سے کچھ امثلہ ذکر کئے اسی ضمن میں حکایت نماز خوانی قفال مروزی کو مطابق مذہب حنفی و شافعی روبرو سلطان محمود غزنوی کے ذکر کیا جس کا انکار علی قاری نے کیا ہے یعنی مجرد استبعاد و تلفیق کی بنا پر نہ کسی دلیل قوی سے جوینی قاری سے بہت پہلے تھے جو صحت حکایت ان کو ثابت ہوئی ہوگی وہ قاری صاحب کو نہیں ہو سکتی اس قصے کو امام یافعی نے مراۃ الجنان میں ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں ذکر کیا ہے۔

یافعی نے رسالہ مغیث الخلق کو تالیف جوینی کہا ہے پس وقوع اس واقعہ میں شک نہیں۔ علم اللہ بن عبدالرزاق حنفی نے سیف مسلول میں اول تو اس قصے پر انکار کیا تھا پھر کتاب یافعی میں نقلاً عن امام الحرمین اس کو پا کر یہ کہا فظہران القصة واقعة وان الحکایة علی ما ہی شائستہ بلکہ اس قصہ نماز کا کچھ اتا پتا جزیل المواہب سیوطی و منهاج السنہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے بھی چلتا ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ نماز مرکب ملفق مبنی مسائل حنفیہ پر تھے ماخوذ ان کی تفریعات فقیہہ سے ہو نہ یہ کہ

امام صاحب ہمیشہ اسی طرح کی نماز پڑھتے ہوں یا دوسروں کو اس کا حکم کرتے ہوں ایسی ترکیب توفیق بے شبہ امتزاج بعض مذاہب دیگر سے بھی نکل سکتی ہے پھر کہا شافعی نے فرمایا ہے زکوٰۃ دینا فی الفور چاہئے مرنے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔ پھر صوم کا حج کا عقود معاملات کا املاک کا مناکحات کا جنایات کا حدود کا حکومت کا ذکر کیا ایک ایک دو دو مسئلے لکھ کر خلاف ابی حنیفہ کا اصول شرع سے امثلہ مذکورہ میں بتایا پھر غمارہ بن یزید سے چوٹ کرنا محمد بن حسن کا شافعی پر دربار ہارون رشید میں بابت تامل خلافت نقل کیا جب رشید کی گفتگو شافعی سے ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ سب افتراء تھا شافعی کا کمال علم قرآن و خبر و علم طب و شعر و انساب میں ثابت ہوا۔ ہارون نے کہا کچھ حاجت ہو تو کہو فرمایا :

اتامرني من بعد مكنون النصيحة وتقديم الموعدة ان اسود  
وجهي بالمسئلة

پھر محمد بن حسن نے کہا یہ مسئلہ کس طرح ہے کہ ایک مرد کی چار عورتیں ہیں اس نے پہلی جو رو کو دوسری جو رو کی عمہ پایا تیسری جو رو کو چوتھی جو رو کی خالہ معلوم کیا۔ انہوں نے کہا پہلی تیسری کو چھوڑ دے کہا کس حجت سے کہا۔ ابی ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے :

لا يجمع بين المرأة وعمتها ولا بين المرأة وخالتها

پھر کہا تم تو بتاؤ رسول خدا ﷺ کے میں کس طرح داخل ہوئے کس درب سے آئے کس محلے میں اترے پہلے پہل کیا بات کی اس وقت کا بیان کیا تھا ناقہ پر سوار تھے یا گھوڑے پر محمد بن حسن متحیر ہو کر رہ گئے کچھ جواب نہ بنا۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین انہوں نے مجھ سے ایک مسئلہ حرمت پوچھا۔ میں نے بتا دیا میں نے ان سے سنت رسول خدا ﷺ کو پوچھا اٹکنے لگے۔ ہارون رشید نے شافعی کو بہت سامال دے کر رخصت کیا۔ انہوں نے مجلس سے اٹھ کر سب مال دربانوں وغیرہ کو بانٹ دیا۔ خالی ہاتھ چلے آئے انتھی۔

احناف ناحق اپنا پیٹ مارتے ہیں سلف سے خلف تک سب اہل علم نے غالباً یہی کہا ہے کہ تین امام تو اہل حدیث ہیں یہ امام رائےؒ و امام اصحاب رائےؒ ہیں اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے جو بات درحقیقت ہو گی وہ بہر حال کہنے سننے میں آوے گی۔  
 حاشا کلا کہ مقصود اس ذکر سے تنقیض امام صاحب ہو جو ان کو بنظر حقارت دیکھے خدا اس کو دونوں جہاں میں رو سیاہ کرے بلکہ مطلب فقط اتنا ہے کہ اللہ ربّ ذوالجلال والا کرام کے بعد کوئی شخص واجب الطاعہ نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث الغاشیہ)

## ①۸ امام ابو یوسف اور امام شریک رحمۃ اللہ علیہما

امام ذہبی میزان الاعتدال ص : ۶۱۲ میں ناقل ہیں کہ :

قال ابن راهويه ثنا يحيى بن ارم قال شهد ابو يوسف عند شريك فروه وقال لا اقبل من يزعم ان الصلوة ليست من الايمان  
 ”ابو یوسف امام شریک کی عدالت میں کسی معاملہ میں بطور گواہ پیش ہوئے تو عدالت نے صاف جواب دیا کہ ابو یوسف کی گواہی قابل وثوق نہیں کیونکہ وہ ایمان میں کمی و بیشی کا قائل نہ ہونے کی وجہ سے نماز کو ایمان نہیں سمجھتا۔“

(نوٹ) عنوان مندرجہ ذیل کا مضمون مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو انہوں نے مولوی شبلی نعمانی کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔

۱۔ امام ابن سعد اپنے طبقات کے طبقہ خامسہ میں فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ واسمہ النعمان بن ثابت مولیٰ بنی تمیم اللہ بن ثعلبہ بن بکر بن وائل وهو صاحب الراي وقال محمد بن عمرو كنت يوم مات ابو حنیفہ بكوفة اتوقع قدومه فجاء نافعیه وكان ضعیفًا فی الحدیث ابو حنیفہ اہل حدیثوں کے امام اور پیشوا تو نہیں ہاں رائے و قیاس والوں کے البتہ ضرور امام ہیں محمد بن عمرو فرماتے ہیں کہ وہ حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے سخت ضعیف تھے جب ان کا انتقال ہوا تو میں اس وقت کوفہ میں ہی تھا۔ (اثری)

## ①۹ قاضی ابو یوسفؒ اور ہارون الرشید

علامہ ابن خلکان امام ابو یوسف کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ ہارون رشید کے ہاں امام ابو یوسفؒ کے عروج حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہوا کہ ہارون رشید نے اپنے گھر میں کسی کو زنا کرتے خود دیکھا اور سخت کوفت میں ہوا کہ کیا کریں۔ خادم سے کہا کہ کسی فقیہ کو لے آ۔ امام ابو یوسف کو اس خادم سے پہلے سے ربط تھا وہ انہیں کو لے گیا۔ ہارون رشید کے چہرے پر کوفت و رنج کے آثار نمایاں تھے۔ امام ابو یوسف سمجھ گئے کہ یہ ہارون رشید کے گھر کا واقعہ ہے۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ اس صورت میں حد نہیں ہے۔ ہارون رشید بہت خوش ہوا اور امام ابو یوسف کو اس میں انعام ملے۔ چنانچہ یہ قصہ ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں :

فصار ذالك اصلاً للنعمه

یعنی امام ابو یوسف کو ہارون رشید کے دربار میں رسوخ کی ابتداء یہیں سے ہوئی پھر رفتہ رفتہ قاضی ہوئے پھر قاضی القضاۃ ہوئے۔ ہارون رشید کی ساری مملکت میں قاضی انہیں کی تجویز سے مقرر ہوتے تھے اور انہیں سے امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ترویج اور شہرت ہوئی۔ چنانچہ اس موقع پر علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں :

ما كان في اصحاب ابى حنيفة مثل ابى يوسف لو لا ابى يوسف

ما ذكر ابو حنيفة

”امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں قاضی ابو یوسف کا مثل نہیں تھا اگر یہ نہ ہوتے تو امام ابو حنیفہ کا ذکر ہی نہ ہوتا۔“

پھر اس ابن خلکان ہی میں امام ابو یوسف اور ہارون رشید کا ایک قصہ اور مذکور ہے کہ شب کو سوتے وقت امام ابو یوسف کے پاس ہارون رشید کا آدمی پہنچا کہ بادشاہ نے بلایا ہے۔ بے وقت کی طلبی سن کر اولاً گھبرائے پھر کپڑے پہن کر روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ہارون رشید تنہا ہے اور وہاں عیسیٰ بن جعفر ہے۔ ہارون رشید نے امام

ابو یوسف سے کہا کہ اس کے پاس ایک لونڈی ہے میں اس سے مانگتا ہوں یہ نہیں دیتا۔ اگر یہ نہ دے گا تو میں اس کو قتل کروں گا۔ امام ابو یوسف نے عیسیٰ بن جعفر سے کہا کہ تم وہ لونڈی کیوں نہیں دیتے۔ اس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس لونڈی کو نہ بیچوں گا اور نہ کسی کو ہبہ کروں گا۔ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ کوئی راستہ اس کے لئے ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ ہاں آدھی لونڈی آپ کے ہاتھ بیچ ڈالے اور آدھی ہبہ کر دے۔ آخر عیسیٰ بن جعفر کو وہی کرنا پڑا اور ہارون رشید نے آدھی لونڈی یوں لی اور آدھی کی قیمت لاکھ دینار دی اور اسی وقت لونڈی طلب ہو کر آئی۔ تب ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا ایک بات اور باقی ہے۔ اس لونڈی کو استبراء رحم کے لئے عدت کے دن کاٹنے چاہئیں اور میں آج کی رات صبر نہیں کر سکتا۔ قاضی صاحب نے کہا کیا مضائقہ آپ اس لونڈی کو آزاد کر دیجئے پھر اس سے نکاح کر لیجئے تو عدت ساقط ہو جائے گی۔ ہارون رشید نے وہی کیا اور بہت خوش ہوا قاضی صاحب کو دو لاکھ درہم اور بیس جوڑے کپڑے انعام دیئے۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ ہارون رشید قاضی ابو یوسف سے اس قدر خوش تھا کہ جب ان کا ذکر ہوتا تو کہتا کہ یہ قاضی کبھی معزول نہیں ہو گا کما قال کان الرشید اذا ذکرہ يقول هذا لا يعزل ابداً

شامی نے حاشیہ در المختار میں بھی اس قصہ کو لکھا ہے اور اس کی عبارت یہ ہے :

ان الرشید احضر ابا يوسف ليلاً وعنده عيسى بن جعفر فقال طلبت من هذا جارية فاخبر انه حلف ان لا يبيعها ولا يهبها فقال ابو يوسف يعد النصف وهبه النصف ففعل فاراد الرشيد سقوط الاستبراء فقال اعتقها وازوجكها ففعل وامر له بمائة الف درهم وعشرين وست ثياب

”ہارون رشید نے رات کے وقت امام ابو یوسف کو بلایا اور اس کے پاس عیسیٰ بن جعفر بیٹھا تھا۔ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ میں نے اس سے اس کی لونڈی ماند تگی تو یہ کہتا ہے کہ میں نے اسکے بیچنے اور بہہ کرنے سے قسم کھائی ہے۔ قاضی ابو یوسف نے کہا کہ آدھی بیچ اور آدھی بہہ کر۔ پھر ہارون رشید نے چاہا کہ استبراء رحم کی عدت اس لونڈی سے ساقط ہو جائے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ اچھا اس کو آزاد کر دیجئے اور میں اس کا نکاح آپ سے کر دوں۔ غرض ایسے ہی کیا اور قاضی صاحب کو لاکھ درہم اور بیس تھان کپڑے دیئے۔“

حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ہارون رشید اور قاضی ابو یوسف کے چند قصے اس قسم کے نقل کئے ہیں :

اخرج السلفی فی الطیوریات بسندہ عن ابن المبارک قال لما افضل الخلفة الی الرشید وقعت فی نفسہ جاریة من جوارى المهدی فراودها علی نفسها فقالت لا اصلح لك ان اباک قد طاف بی فشغف بها فارسل الی ابی یوسف فساله عندک فی هذا شیء فقال یا امیر المومنین فلم ادر ممن اعجب من هذا الذی وضع یدہ فی دماء المسلمین واموالهم یتخرج عن حرمة ابیہ او من هذه الامة التي رغبت بنفسها عن امیر المومنین او من هذا فقیہ الارض وقاضیها قال اهتک حرمة ابیک وابقض شهوتک وعیره فی رقبتی

”سلفی نے طیوریات میں بند ابن المبارک نقل کیا ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اپنے باپ کی ایک لونڈی پر اس کی طبیعت آئی اور اپنی خواہش اس پر ظاہر کی اس لونڈی نے کہا کہ میں تمہارے لئے حلال نہیں ہو سکتی کیونکہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ خلوت کی تھی۔ پھر ہارون رشید کا عشق بڑھا تو اس نے قاضی ابو یوسف کو بلا کر کہا کہ اس لونڈی کے حلال ہونے کی کوئی صورت تمہارے پاس ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ کیا لونڈی جو وعویٰ کرے گی وہ مان لیا جائے گا۔ آپ اس کی بات نہ مانئے کیونکہ وہ جھوٹ سے محفوظ نہیں۔ ابن المبارک کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ میں کس سے تعجب کروں

آیا اس بادشاہ سے جس نے مسلمانوں کے خون و مال میں ہاتھ ڈالا اور اپنے باپ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا اس لونڈی سے کہ بادشاہ نے اس سے خواہش کی اور اس نے پرہیز کیا یا اس قاضی فقیہہ زمانہ سے کہ اجازت دے دی کہ اپنے باپ کی ہنگ حرمت کر اور اپنی خواہش پوری کر اور اس کو میری گردن میں ڈال۔“

حافظ سیوطی نے دوسرا قصہ یہ نقل کیا ہے :

اخرج ايضاً عبد الله بن يوسف قال قال الرشيد الى اشتریت جاريتہ وارید ان اطأها الان قبل الاستبراء فهل عندك حيلة قال نعم تهبها لبعض ولدك ثم تنزوجهها

”سلفی نے عبد اللہ بن یوسف سے روایت کی ہے کہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ میں نے ایک لونڈی خریدی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ بغیر استبراء رحم کئے ہوئے اس سے صحبت کروں اس کے حلال ہونے کا تمہارے پاس کیا حیلہ ہے۔ قاضی صاحب نے کہا ہاں آپ وہ لونڈی اپنے کسی لڑکے کو ہبہ کر دیجئے پھر اس کے بعد اُس سے نکاح کر لیجئے۔“

حافظ سیوطی نے تیسری روایت یہ نقل کی ہے :

لما اخرج عن اسحاق بن راهويه قال دعا الرشيد ابا يوسف ليلاً فافتاه فامر له بمائة الف درهم فقال ابو يوسف ان راى امير المؤمنين امر بتعجيلها قبل الصبح فقال عجلوها فقال بعض من عنده ان الخازن فى بيته والابواب مغلقة فقال ابو يوسف فقد كانت الابواب مغلقة حير دعانى ففتحت

”امام اسحاق بن راہویہ سے مروی ہے کہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف کو رات کے وقت بلایا اور انہوں نے فتویٰ دیا تو اسے لاکھ درہم انعام کا حکم دیا۔ قاضی صاحب نے کہا یہ روپے اس وقت رات ہی کو مجھے مل جاتے اس پر کسی نے وہاں پر کہا کہ خزانچی اپنے گھر ہے اور دروازے تمام بند ہو چکے ہیں۔ قاضی صاحب نے کہا جب ہم بلائے گئے تھے تب بھی دروازے بند تھے آخر کھولے گئے۔“ (حسن البیان ص : ۲۰۱)

## ②۰ ائمہ اہل حدیث اور فقہائے کوفہ

تخریج ہدایہ کے حاشیہ ص : ۹۳ پر عبد اللہ سے منقول ہے کہ :

قال صاحب المنتظم عن عبد اللہ بن علی بن المدینی قال  
سالت ان ابی حنیفۃ فضعفه جدا

”میں نے اپنے باپ علی بن مدینی سے دریافت کیا ابو حنیفہ کیسا ہے فرمایا کہ وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں کہ سخت ضعیف ہے۔“

میزان الاعتدال میں ہے کہ :

النعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفۃ الکوفی امام اہل الرائے  
ضعفه النسائی من جهة حفظه وابن عدی واخرون ص : ۵۳۴  
حماد بن ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت الکوفی ضعفه ابن عدی  
وغیره من قبل حفظه ص : ۲۴۴ اسماعیل بن حماد بن نعمان بن  
ثابت الکوفی عن ابیه عن جدہ قال ابن عدی ثلاثہم ضعفاء  
ص : ۹

رائے و قیاس والوں کا امام ابو حنیفہ کوفی اور اس کا بیٹا حماد اور اس کا پوتا اسماعیل تینوں کے تینوں ضعیف اور غیر قابل اعتبار ہیں۔“

امام نسائی کتاب الضعفاء والمترکین میں فرماتے ہیں کہ :

نعمان بن ثابت ابو حنیفۃ لیس بالقوی فی الحدیث کوفی  
ص : ۲۹ ابی حنیفۃ لیس بالقوی فی الحدیث وهو کثیر الغلط  
والخطا علی قلة روايته ص : ۳۵

”ابو حنیفہ قلیل الروایہ ہونے کے باوجود بہت کچھ غلط سلط روایت کرتے ہیں محدثین کے نزدیک علم حدیث میں ان کا کچھ اعتبار نہیں۔“

اور نیز فرماتے ہیں کہ :

والضعفاء من اصحاب يوسف بن خالد السمطي كذاب  
والحسن بن زياد اللولوي كذاب..... ومحمد بن الحسن  
ضعيف ص : ۳۵

”اس کے تلامذہ یوسف بن خالد اور حسن بن زیاد دونوں کذاب اور.... ہیں اور نیز محمد بن حسن بھی ضعیف ہے۔“

امام بخاری رحمہ اللہ کتاب الضعفاء میں فرماتے ہیں کہ :

يعقوب بن ابراهيم القاضي سمع ابن السائب تركه يحيى وابن مهدي  
وغيرهما ص : ۲۸ ابو يوسف متروك الحديث يهـ اور لسان الميرزا ان میں ہے کہ :

قال ابن المبارك ابو يوسف ضعيف الرواية  
”ابو يوسف علم حدیث میں قابل وثوق نہیں۔“

قیام اللیل میں امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ :

حدثني علي بن سعيد النسوي قال سمعت احمد بن حنبل يقول  
هؤلاء اصحابه ابى حنيفة ليس لهم بصر شيء من الحديث ما هو  
الا الجراة ص : ۱۲۲

”ابو حنیفہ کے شاگردوں کو علم حدیث میں کچھ بھی دخل نہیں یہ لوگ اس علم میں ناحق اپنا نام ظاہر کرتے ہیں۔“

تدریب الراوی میں امام زہری اور ابوبکر خطیب سے منقول ہے کہ :

قال الزهري ان في حديث اهل الكوفة زغلا كثيرا ص : ۲۳  
(وقال الخطيب) ان رواياتهم كثيرة الزغل قليلة السلامة من  
العلل ص : ۲۳

”کوفہ والوں کی حدیثوں پر اتنی کدورت ہوتی ہے کہ سلامتی شاذ و نادر بمشکل ہی نظر آتی ہے۔“

سنن ابوداؤد مع عون جلد چہارم میں امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ :

قال ابو داؤد سمعت احمد يقول ليس لحديث اهل الكوفة نور

ص : ۴۹۱

”کوفہ والوں کی حدیثوں پر کچھ نور اور رونق نہیں ہوتی کیونکہ یہ لوگ تحدیث اور معنعن اور وقف و رفع و وصل و انقطاع و ارسال و دیگر امور ضروریہ کا کچھ لحاظ نہیں کرتے۔“

جامع ترمذی میں ایک حدیث کی سند کے متعلق امام علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید قطان کے واسطہ سے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے کہ :

هذا اسناد مشرقی ص : ۱۰

”یہ کوفہ والوں کی سند ہے جو کسی کام کی نہیں۔“

جامع ترمذی میں امام وکیع سے منقول ہے کہ :

قال ابو عیسیٰ سمعت الجارود ویقول سمعت وکیعاً یقول لو لا

جابر الجعفی لکان اهل الكوفة بغير حدیث ولو لا حماد لکان

اهل الكوفة بغير فقه ص : ۲۹

”اگر جابر جعفی نہ ہوتا تو کوفہ والوں کو ہرگز حدیث نہ پہنچتی اور اگر حماد نہ ہوتا تو انہیں فقہ بھی ہرگز نصیب نہ ہوتی۔“

جابر جعفی وہ شخص ہے جس کو ترمذی ص : ۹ اور کتاب الضعفاء بخاری ص : ۷

اور کتاب الضعفاء نسائی ص : ۷ پر ضعیف اور متروک الحدیث کہا ہے اور امام ابو جعفر

محمد بن جریر طبری اپنی قابل قدر کتاب ذیل المذیل میں بالاسناد نقل کرتے ہیں کہ :

حدثنا العباس الدوري قال حدثنا ابو یحییٰ الحماني عبد الحمید

بن بشیر عن ابی حنیفة النعمان بن ثابت قال ما رايت احداً

اکذب من جابر الجعفی ص : ۹۸

”ابو حنیفہ نے کہا کہ جابر جعفر ایسا کذاب اور جھوٹا ہے کہ میرے خیال میں اس سے بڑھ

کر اور کوئی جھوٹا نہیں۔“

اور نیز اس کتاب کے اسی موقعہ پر اسے شیعہ بھی بتایا ہے اور مقدمہ صحیح مسلم میں تو

اس کے تشیع کا خوب وضاحت سے بیان ہے بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ جابر جعفی نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے پچاس ہزار حدیثیں بنائی ہیں۔ ص : ۵۱۔ جب جابر جعفی کی یہ حالت ہے کہ جس سے کوفہ والوں کی حدیث پہنچی تو پھر کوفہ والوں کی حدیثوں کا کیا اعتبار اور بقول امام احمد ان کی حدیثوں پر صداقت کا نور کہاں۔  
امام سیوطی کے اسعاف المبطا برجال الموطا میں ابو مصعب سے منقول ہے کہ :

قال ابو مصعب قيل لما لك لم لم تاخذ عن اهل العراق فقال  
رايت هم يقدمون هاهنا فياخذون عن اناس لا يوثق بهم فقلت  
انهم هكذا في بلادهم ياخذون عن لا يوثق بهم

”کسی نے امام مالک سے عرض کیا کہ آپ عراقیوں کی حدیثوں کا کیوں اعتبار نہیں کرتے فرمایا کہ وہ لوگ جب یہاں آتے ہیں تو غیر معتبر راویوں سے حدیثیں جمع کر لیتے ہیں پھر ہم ان کی روایتوں کا کیونکر اعتبار کریں میں نے عرض کیا کہ ان کی اپنے شہروں میں بھی یہی حالت ہے کہ رطب و یابس جمع کرنے سے کام ہے معتبر اور غیر معتبر سے کچھ مطلب نہیں۔“

نیز اسعاف میں شعیب بن حرب سے یہ بھی منقول ہے کہ :

قال شعیب بن حرب قلت لما لك مالكم لا تحدثون عن اهل  
العراق فقال لم يحدث اولونا عن اوليهم فكذلك آخرون لا  
يحدث عن آخريهم

”میں نے امام مالک سے دریافت کیا کہ آپ عراقیوں کی روایتوں کو کیوں نہیں قبول کرتے فرمایا کہ جب ہمارے بزرگوں نے عراقیوں کے پیشواؤں کی روایتوں کو قبول نہیں کیا تو ہم ان کے مقتدیوں کی روایتوں کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں۔“

نیز اسعاف میں منصور بن سلمہ سے منقول ہے کہ :

قال منصور بن سلمة كنا عند مالك فقال له رجل اني اقامت  
سبعين يوما فكتبت ستين حديثا فقال مالك ستون حديثا  
يستكثرها فقال الرجل انا ربما كتبناها بالكوف وبالعراق في

مجلس قال مالک کیف لنا بالعراق تلك بها دار الضرب يضرب بالليل وينفق بالنهار

”امام مالک کے حلقہ درس میں سے کسی طالب علم نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی خدمت میں تقریباً سوا دو ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے اور ابھی تک میں نے صرف ساٹھ حدیثیں لکھی ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ اتنے عرصہ میں ساٹھ حدیثیں کیا کم ہیں۔ طالب نے عرض کیا کہ حضرت اتنے عرصہ میں آپ تو انہیں بہت سمجھ رہے ہیں مگر جب میں کوفہ عراق میں تھا تو اکثر اتنی حدیثیں میرا ایک وقت کا سبق ہوتا تھا۔ فرمایا کہ کوفہ اور عراق کی بھلی کہی۔ بھائی وہاں تو دار الضرب (کارخانہ) ہے رات کو سکھ تیار ہو کر صبح کو مروج اور خرچ ہوتا ہے (خاص مشین ہے حدیث بننے کی یادیر لگتی ہے)۔“

اسعاف میں امام مالک سے یہ بھی منقول ہے کہ :

قال ضمرة سمعت مالکاً يقول انما كانت العراق تجيش علينا بالدراهم والثياب ثم صارت تجيش علينا بالعلم

”ابھی کچھ عرصہ نہیں گزرا کہ عراقیوں کو روپیوں پیسوں کپڑوں سے فرصت نہ تھی خدا کی شان آج دیکھو تو وہاں علم کا چرچا ہو رہا ہے۔“

علم کیا آسان چیز ہے کہ گھر بیٹھے ہی مل گیا کہیں باہر جانے کی بھی ضرورت نہیں پڑی اور نہ مشقت اٹھانے کی حاجت ہوئی مگر صحیح مسلم میں ہے کہ لا يستطاع العلم براحة الجسد آرام طلب ہرگز علم حاصل نہیں کر سکتا۔

تذریب الراوی میں امام طاووس اور ہشام بن عروہ سے منقول ہے کہ :

قال طاووس اذا حدثك العراقي مائة حديث فاطرح تسعة و

تسعين وقال هشام بن عروة اذ حدثك العراقي بالف حديث فالتق

تسعماته وتسعين وكن من الباقي في شك ص : ۲۳

”اگر کوئی عراقی حدیثیں بیان کرے تو اس کی بیان کردہ سو حدیثوں میں سے ننانوے چھوڑ کر ایک باقی ماندہ حدیث میں بھی شک رہتا ہے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ جب عراق سے تشریف لائے تو ابو طلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما دونوں بغرض ملاقات آپ کے خانہ پر رونق افروز ہوئے۔ ملاقات کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں صاحبوں کے ہمراہ کچھ کھانا

تناول فرما کر بعد ازاں جب وضو کیا تو ان دونوں صاحبوں نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ ماہذا یا انس اعراقہ جناب کہیں عراقیوں کا اثر تو نہیں ہو گیا کہ کھانا کھا کر وضو کرتے ہو۔ انسؓ نے جواباً فرمایا کہ نہیں میں عراقیوں سے متاثر نہیں ہوا ہوں بلکہ بھول گیا ہوں واقعی مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔

خدا کی شان عراقیت کچھ ایسی چیز ہے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے نفرت تھی۔ کیوں نہ ہو آخر رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی بھی ہے کہ :

”من ہا هنا یطلع قرن الشیطن و اشار بیدہ نحو المشرق  
”مدینہ سے شرقی جانب فتنہ انگیزی ہوگی۔“  
سنن نسائی کے خاتمہ پر ہے کہ :

اخبرنا اسحاق بن ابراہیم اخبرنا جریر عن ابن شبرمة قال قال  
طلحة لاهل الكوفة فی النبیذ فتنة یربو فیہا الصغیر ویہرم فیہا  
الکبیر قال وکان اذا کان فیہم عرس کان طلحة وزبید یسقیان  
اللبن والعسل فقیل الطلحة الا تسقیہم النبیذ قالا کرہ ان یسکر  
مسلم فی سعی

”طلحہ نے کوفہ والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خطرناک نبیذ کی فتنہ انگیزی کا اس قدر  
رواج ہو گیا کہ اسے پی پی کر تمہارے بچے جوان اور جوان بوڑھے ہوئے جاتے ہیں مگر  
بھائی میں تو کسی مسلمان کو خطرناک نبیذ ہرگز نہیں پلاؤں گا ایسا نہ ہو کہ کبھی میری وجہ  
سے کوئی مسلمان نشہ آور ہو جائے۔“

امام نسائی نے کتاب الاشریہ میں نشہ آور چیزوں کا بیان کرتے ہوئے جو کہا ہے  
کہ : قال ابو عبد الرحمن وفي هذا دليل على تحريم المسكر قليلا وكثيره وليس  
كما يقول المخادعون لانفسهم بتحريم آخر الشربة وتحليلهم ما تقدمها الذي  
يسرى في العروق قبلها ولا خلاف بين اهل العلم ان السكر يكلية لا يحدث على  
الشربة الاخرة دون الاولى والثانية بعدها وبالله التوفيق ص : ۲۸۳ بعضوں کو دھوکہ باز  
بتایا ہے اور نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے جو جملوں کے بیان میں لکل غادر لواء عند استہ

یوم القیامۃ کچھ دوستوں کو غادر بتایا ہے تو وہ جوش اسلامی اور غیرت ایمانی کی بنا پر ہے  
 ورنہ کسی ملک سے نفرت نہیں اور کسی قوم سے کچھ بغض و عداوت نہیں۔ واللہ علی  
 ما نقول وکیل قال الزمخشری۔



## حرفِ آخر

امام ابو حنیفہؒ اور معاصرین کے مختلف ہیں عنوانات کے بیسیویں پیراگراف کو بغور پڑھو۔ یہ عبارات معمولی لوگوں کی نہیں بلکہ متبحر علمائے کرام کی ہیں جن کا تعلق امام صاحبؒ کے بالکل قریب کے لوگوں بلکہ گھر کے آدمیوں سے ہے۔ کیا ہمارے معاصرین ان سب عبارات اور ان کے مضامین کو درست تسلیم کرتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں تو کیا وہ ان تمام بزرگوں کی ان کتابوں سے استفادہ نہیں کرتے۔ کیا وہ ان تمام کتابوں کو جھوٹ اور لغویات کا پلندہ سمجھتے ہیں؟ نہیں اور یقیناً نہیں نہ وہ ایسا کہتے ہیں اور نہ ہی ایسا سمجھتے ہیں۔ ہاں! یقیناً وہ ان کی مذکورہ آراء سے متفق بھی نہیں ہوں گے اور ایسا ہونا ضروری بھی نہیں۔ پھر وہ اس سے سبق سیکھ کر ایسی روش اختیار کرنے کے لیے تیار ہیں کہ وہ حضرت العلام حافظ عنایت اللہ اثری مرحوم کی ان عبارات سے اختلاف کرنے کے باوجود جن پر ان کا دل نہیں جمنا درگزر کرتے ہوئے ان کے رسائل اور کتب سے استفادہ کرتے رہیں جیسا کہ وہ کر ہی رہے ہیں اور زبانِ درازی سے باز آجائیں جو سراسر جہالت ہے۔ ہاں علم و دلائل کی روشنی میں جو حق سمجھیں اس کو بے روک ٹوک بیان کریں اس سے کوئی مانع نہیں ہے۔ ہم نے ان کو جو آئینہ دکھایا وہ وہ محض اس لیے ہے کہ وہ اپنا منہ دیکھ سکیں جو اکثر بغیر آئینہ کے نہیں دیکھا جاسکتا تاہم رواداری یہ ہے کہ اگر وہ ہمارے آئینہ دکھانے پر بھی ناخوش ہوں تو وہ اس سے بہتر کوئی طریقہ ہم کو بتادیں اگر ان کا طریقہ اس سے بہتر ہوا تو ہم ہر وقت بہتر کی تلاش میں ہیں ضرور استفادہ کریں گے۔ ہاں میں تو اب جانے والا ہوں آنے والوں کو شامل کر کے ہی میں نے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا، اُن کا اور ہمارا سب کا حامی و ناصر ہو، فقط والسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جامع مسجد (العنائیہ) اہل حدیث جناح اسٹریٹ، گجرات